مسلسل اشاعت کے ۵۳ سال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

تہذیب اسلام نو

شمارہ ۱ جلد ۱۹ محرم الحرام ۱۴۳۶ نومبر 2014

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

حضرت فاروق اعظم

سیرت حسین پر ایک نظر!

ختم نبوت کانفرنس برمنگھم

ماہ محرم الحرام فضائل و منکرات

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: ۱ ۰ جلد: ۱۹

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ

مجلسِ منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفیٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفیٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ، ملتان فون :061-4783486

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

تہذیب نو	مولانا عبداللہ معتصم	3

مقالات ومضامین

حضرت فاروق اعظمؓ	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	5
سیرت حسینؓ پر ایک نظر	مولانا عبداللہ معتصم	9
حضرات حسنین وکریمینؓ ...... فضائل ومناقب	مولانا محمد زبیر	11
ماہ محرم الحرام ...... فضائل ومنکرات	مولانا محمد انس	13
سن ہجری کی ابتداء	مولوی محمد سالم قاسمی	15
عظمت ماہ محرم الحرام	ابن ابی عبداللہ	18
قائداعظم کا پاکستان	شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق مدظلہ	19
ایک ہفتہ.....حضرت شیخ الہند ؒ کے دیس میں (قسط نمبر 10)	مولانا اللہ وسایا	24
ختم نبوت کانفرنس برمنگھم	مولانا اللہ وسایا	30

شخصیات

پیر جی قاری عبدالرحمٰن رائے پوری کا سانحہ ارتحال	مولانا محمد سلیم طارق	37
کچھ یادیں ...... جناب قاری نذیر احمدؒ کی	قاری سیف اللہ خالد	40

رد قادیانیت

تحفظ ختم نبوت تربیتی کیمپ	مولانا محمد شاہد انور قاسمی دیوبند	42
سانحہ حیدری روڈ گوجرانوالہ کے حقائق	سید احمد حسین زید	48

متفرقات

تبصرہ کتب	مولانا عبداللہ معتصم	52
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	53

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

تہذیب نو کے منہ پہ وہ تھپڑ رسید کر
جو اس حرام زادی کا حلیہ بگاڑ دے

(ظفر علی خان)

تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان نے چند روز قبل اسلام آباد میں دھرنے سے خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا کہ وہ امریکا کی پرنسٹن یونیورسٹی کے پروفیسر اور دنیا کے ٹاپ کے اکانومسٹ میاں عاطف کو اپنا وزیر خزانہ بنائیں گے۔ یہ غیر معروف نام سن کر کسی کو بھی اندازہ نہ ہوا کہ عمران خان ایک سنگین واردات کا اعلان کر گئے ہیں۔

اگلے روز قادیانیوں نے اپنی ویب سائیٹ ''دی ربوہ ٹائم ڈاٹ نیٹ'' پر خان صاحب کے اس اعلان کو بہت نمایاں انداز سے آویزاں کیا۔ ساتھ میں میاں عاطف کا مکمل تعارف بھی پیش کر دیا کہ میاں عاطف قادیانی کمیونٹی کا انتہائی سرگرم اور فعال کارکن ہے اور افریقہ میں قادیانیت کے شعبہ تبلیغ کا نگران ہے۔

خان صاحب کے اس غیر ذمہ دارانہ اعلان پر ملک بھر میں درد دل رکھنے والوں اور پاکستان کی بقا اور سالمیت کے آرزومند اور فکر مند حلقوں میں تشویش کی لہر دوڑ گئی۔ اس لئے کہ یہ بات تو ہرگز قابل اعتبار نہیں ہے کہ عمران خان میاں عاطف کی اصلیت سے ناواقف ہے۔ اتنا بڑا فیصلہ کسی کے بارے میں تب کیا جاتا ہے جب اس کی اہلیت، صلاحیت، قومیت اور ماضی وحال سے اچھی طرح واقفیت ہو۔

تحریک انصاف اور دھرنے میں دین کا درد رکھنے والے کارکنوں کو چاہئے کہ وہ عمران خان سے پوچھیں کہ اسلام اور آئین پاکستان کے باغی اس گروہ سے تعلق رکھنے والے شخص کے بارے میں آپ نے اتنا بڑا فیصلہ کیوں کیا؟ جو گروہ پاکستان کے وجود سے انکاری اور اس کی بقاء کا منکر ہے۔ جو اکھنڈ یعنی متحدہ ہندوستان کو اپنے عقیدے کا حصہ سمجھتے ہیں۔ جو اپنے سوا پوری امت کو کافر کہتا ہے۔ قوم ابھی تک قادیانی وزیر خارجہ موسیو ظفر اللہ کے لگائے زخم نہیں بھولی کہ خان صاحب نے ایک دوسرے آستین کے سانپ کو اتنا اہم قلمدان سونپنے کی خواہش کا اظہار کیا۔

قارئین کو یاد ہوگا جب کچھ عرصہ قبل تحریک انصاف کی سپورٹر نادیہ رمضان نے کیمرے کے سامنے مرزا مسرور سے انتخابات میں عمران خان کی حمایت کی درخواست کی تو مرزا مسرور نے جواب میں کہا کہ جب عمران خان تحریک انصاف کی بنیاد رکھ رہے تھے تو میں پاکستان میں تھا۔ خان صاحب نے میرے پاس اپنا ایک مصاحب حمایت کی بھیک مانگنے کے لئے بھیجا تھا۔

سوال یہ ہے کہ عمران نے مرزائیوں کے علاوہ دوسری کون سی کمیونٹی کے پاس اپنے نمائندہ وفود بھیجے ہیں۔

اس عنایت کے مستحق صرف مرزائی ہی کیوں ٹھہرے۔ عمران خان کی مرزائیت کی صرف یہ ایک دو مثالیں نہیں ہیں بلکہ خیبرپختونخواہ حکومت ملنے پر عبداللطیف نامی شخص کو اٹارنی جنرل بنایا۔ جو مبینہ طور پر قادیانی تھا۔

ضمنی انتخابات میں دوسرے امیدواروں کے استحقاق کے باوجود علی اصغر خان کا انتخاب کیا۔ اس کا قادیانیت کے متعلق نرم گوشہ سب کو معلوم ہے۔ جب نیا پاکستان بنانے نکلے تو اس کے خزانے پر میاں عاطف کی شکل میں مارآستین بٹھانے کا اعلان فرمارہے ہیں اور معاملہ صرف قادیانیوں تک محدود نہیں بلکہ خان صاحب کے سپورٹرز میں یونس گوہری جو کھلم کھلا اللہ تعالیٰ، قرآن مجید اور خانہ کعبہ کی گستاخی کررہا ہے، شامل ہے اور کھلم کھلا خان صاحب پر اپنا نیا ''حق'' جتانے اور ان کی حمایت اور پشت پناہی کی ڈینگیں ماررہا ہے۔

خان صاحب کے پہلو میں جنون گروپ کے سابقہ گٹارسٹ سلمان احمد بھی سینہ تھانے کھڑا ہوتا ہے جس نے قرآن کو سیکسی کتاب اور اسلام کو جنسی مذہب کہا۔

قارئین! خان صاحب کا دھرنا صرف اقتدار کی رسہ کشی یا سیاسی سرگرمیوں سے متعلق ہوتا تو نظرانداز کر دیتے ہیں۔ اس لئے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت غیرسیاسی اور خالصتاً مذہبی جماعت ہے۔ لیکن یہ معلوم ہونے کے بعد کہ خان صاحب کے اس ڈرامے کا سکرپٹ رائٹر قادیانی جماعت، گوہرشاہی فاؤنڈیشن اور دیگر اسلام دشمن عناصر ہیں۔ ہم احتجاج کئے بغیر رہ نہیں سکتے۔

پھر خان صاحب کے دھرنے کے میدان میں وہ وہ اخلاق باختگی کے مناظر سامنے آئے جس سے لگتا ہے کہ پاکستان کے اسلامی تشخص کو برباد کرنے کے ایجنڈے پر بڑی تیزی اور ڈھٹائی سے عمل ہورہا ہے۔

ان حالات میں جناب خان صاحب کا فرض بنتا ہے کہ وہ دورنگی چھوڑ کر واضح طور پر وضاحت فرمائیں کہ وہ کیا کرنا چاہتے ہیں؟۔ اس حقیقت کو مولانا ظفرعلی خان صاحب نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

تہذیب نو کے منہ پہ وہ تھپڑ رسید کر جو اس حرام زادی کا حلیہ بگاڑ دے

ملک خادم حسین کی رحلت

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے عم زاد ملک خادم حسین ۳۰ ذیقعدہ مطابق ۲۵ ستمبر ۲۰۱۴ء ساڑھے چار بجے سپہر ملتان میں انتقال فرماگئے۔ مرحوم کے والد محترم حافظ خدابخش صحیح العقیدہ لوگوں میں سے تھے۔ حافظ خدابخش اور بندہ کے برادر محترم مولانا خادم اللہ ملک ہفت روزہ خدام الدین لاہور حضرت لاہوریؒ کی زندگی مبارک میں منگواتے تھے۔ حضرت لاہوریؒ کی وفات کی خبر خدام الدین میں انہیں دنوں پڑھی۔ مرحوم ملک خادم حسین جدید تعلیم سے آراستہ تھے۔ اچھے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ ان کی وصیت تھی کہ محمد اسماعیل شجاع آبادی میرا جنازہ پڑھائے۔ مولانا سندھ کے دورہ پر ہونے کی وجہ سے شرکت سے قاصر رہے۔ برادر محترم نے ان کی جنازہ کی امامت کی۔ باغ دیوان ملتان کے قبرستان میں سپردخاک ہوئے۔ جنازہ میں سینکڑوں سے متجاوز حضرات نے شرکت کی۔ اللہ پاک مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ آمین!

حضرت فاروق اعظمؓ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

دارالندوہ میں مشرکین مکہ کی کابینہ کا اجلاس ہورہا ہے۔ ابوجہل کھڑا ہوکر کہتا ہے کہ محمد ﷺ نے اپنے آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑ کر نیا دین بنالیا ہے۔ ہمارے خداؤں کی برملا توہین وتنقیص کی جاتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ بت کچھ نہیں کرسکتے۔ اپنے خداؤں کی تردید ناقابل برداشت ہوتی جارہی ہے۔ کون ہے جو محمد ﷺ کا قصہ تمام کردے۔ ایک نوجوان اپنے آپ کو پیش کرتا ہے کہ یہ قومی فریضہ ادا کرنے کے لئے میں حاضر ہوں۔

ادھر رحمت دوعالم ﷺ جھولی پھیلا کر دعا فرماتے ہیں کہ: ''اللھم اعز الاسلام بعمر ابن الخطاب او بعمرو بن الھشام '' ﴿یااللہ عمر بن خطاب یا عمرو ابن ہشام (ابوجہل) میں سے جو تیرے نزدیک بہتر ہو اسے ہدایت عطا فرما کر اسلام کی تائید ونصرت کا انتظام فرما۔'' (ترمذی شریف)﴾

ایک صحابی دیکھتے ہیں کہ نوجوان عمر ابن خطاب ننگی تلوار لے کر بپھرے ہوئے شیر کی طرح دارارقم (جہاں حضور ﷺ قیام فرما ہیں) کی طرف رواں دواں ہے۔ صحابی فرماتے ہیں کہ: ''عمر! خیر تو ہے کہ تیور بدلے ہوئے ہیں۔ غصہ سے چہرہ لال پیلا ہورہا ہے۔ آنکھوں میں خون اترا ہوا ہے۔'' نوجوان کہتا ہے کہ: ''محمد (ﷺ) نے پوری قوم کو پریشان کررکھا ہے۔ آپ کا سر قلم کرنے جارہا ہوں۔'' صحابی فرماتے ہیں: ''پہلے اپنی بہن اور بہنوئی کی خبر تو لو جو اسلام قبول کرچکے ہیں۔'' نوجوان عمر اپنی ہمشیرہ فاطمہ بنت خطاب کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے۔ اندر سے قرآن پاک کی آواز سے نوجوان کے غصہ میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے۔ دروازہ کھلتے ہی اپنی بہن پر حملہ آور ہوتا ہے۔ مار مار کر لہولہان کردیتا ہے۔ بہنوئی آتے ہیں تو انہیں بھی مارنا شروع کردیتا ہے۔ بہن فرماتی ہیں کہ جس ماں کا تو نے دودھ پیا ہے اسی کا میں نے پیا ہے۔ جس باپ کا تو بیٹا ہے اس کی میں بیٹی ہوں۔ اب جان تو جاسکتی ہے لیکن ایمان نہیں جاسکتا۔ بہن کے لہولہان جسم کو دیکھ کر ترس آتا ہے اور نوجوان کہتا ہے کہ سناؤ تم کیا پڑھ رہی تھیں اور مجھے بھی دکھلاؤ۔ تاکہ میں بھی پڑھ سکوں۔ بہن جواب دیتی ہے کہ یہ کلام مقدس ہے۔ اسے ناپاک ہاتھ نہیں لگ سکتے۔ چنانچہ نوجوان جاکر غسل کرتا ہے۔ کپڑے بدلتا ہے اور حضور ﷺ کے دردولت پر حاضر ہونے کے لئے رواں دواں ہے۔ اسی طرح ہاتھ میں تلوار ہے۔ صحابہ کرامؓ پریشان ہوجاتے ہیں۔ فرمایا کہ:

آتا ہے تو آنے دو بچھادو پلکیں راہوں میں
وہ پہلا سا نہیں لگتا' بن کر دعاؤں کا جواب آیا

گویا عمر قاتل بن کر نہیں آرہا بلکہ محمد ﷺ کی دعاؤں کا جواب بن کر آرہا ہے۔ عمر بن خطابؓ آکر اسلام قبول کرتے ہیں جس سے دارارقم میں اللہ اکبر! کی صدا بلند ہوتی ہے۔

نماز کا وقت ہوتا ہے تو حضور ﷺ نماز کی تیاری فرماتے ہیں اور صفیں تیار کی جاتی ہیں۔ حضرت عمرؓ عرض

کرتے ہیں کہ آقا ﷺ کیا پروگرام ہے؟ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ نماز پڑھنی ہے۔ حضرت عمرؓ عرض کرتے ہیں کہ بیت اللہ شریف میں کیوں نہیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ تیری قوم بیت اللہ میں نماز نہیں پڑھنے دیتی۔ حضرت عمرؓ عرض کرتے ہیں کہ عمرؓ بھی مسلمان ہو اور نماز چھپ کر پڑھیں۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ کعبۃ اللہ میں نماز ادا کی جاتی ہے اور حضرت عمرؓ اعلان فرماتے ہیں کہ جس نے اپنے بچوں کو یتیم اور عورتوں کو بیوہ کرانا ہو تو میدان میں آئے۔

آپ کا نام عمرؓ۔ والد کا نام خطاب۔ والدہ کا نام خنتمہ۔ آپ کا تعلق عدی ابن کعب قبیلہ سے تھا جو قبائل عرب کے سربرآوردہ قبائل میں سے ایک قبیلہ ہے۔ آپ عام الفیل سے تیرہ سال بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔

حضرت عمرؓ کے فضائل ومناقب

۱...... اللہ رب العزت نے حضرت فاروق اعظمؓ کو حق کی حمایت کا جذبہ عطا فرمایا تھا۔ حق بات کہنا' حق بات کی تائید کرنا حضرت عمرؓ کی فطرت میں داخل تھا۔ چنانچہ رحمت دو عالم ﷺ کا فرمان ہے۔ ان اللہ جعل الحق علی لسان عمرؓ وقلبہ! یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کی زبان اور دل پر حق بات کو رکھ دیا ہے۔ (مشکوٰۃ)

۲...... حضرت محمد ابن حنفیہ نے اپنے والد محترم حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ سے دریافت کیا کہ: ای الناس خیراً بعد النبی ﷺ قال ابوبکرؓ قال ثم من قال عمرؓ! یعنی رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام لوگوں میں سے بہترین شخص کون ہے تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ دوبارہ سوال کیا کہ ان کے بعد کون ہے۔ فرمایا کہ حضرت عمرؓ۔ (بخاری)

۴...... حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ: ان اول من یدخل الجنۃ من ھذہ الامۃ ابوبکرؓ وعمرؓ! یعنی مذکورہ بالا دونوں بزرگ پوری امت میں سے سب سے پہلے جنت میں جائیں گے۔

۵...... غزوہ احد کے موقع پر جناب ابوسفیان سالار قریش درہ کے قریب پہنچ کر اعلان کرتا ہے کہ تم میں محمد (ﷺ) ہیں؟ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ کوئی جواب نہ دے۔ ابوسفیان نے پھر حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کا نام لے کر پوچھا کہ دونوں موجود ہیں۔ جب کوئی جواب نہ آیا تو اس نے کہا کہ ضرور یہ حضرات مارے گئے ہیں۔ اس پر حضرت فاروق اعظمؓ سے نہ رہا گیا تو آپ نے فرمایا کہ او دشمن خدا! ہم سب زندہ ہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ اعلیٰ حبل! یعنی حبل بت کی جے۔ جبل بلند ہو۔ اس پر حضور ﷺ کے حکم پر فرمایا کہ اللہ اعلیٰ واجل!

مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت

حضرت سیدنا عمر ابن خطابؓ کے قبول اسلام کے بعد قریش کی سختیوں میں اضافہ ہوگیا تو حضرات صحابہ کرامؓ کو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اجازت ملی۔ اکثر صحابہ کرامؓ نے رات کی تاریکی یا چھپ چھپا کر ہجرت کی۔ لیکن حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ نے علی الاعلان ہجرت کی۔ صرف اکیلے ہی نہیں بلکہ بیس آدمیوں کی ایک جماعت کے ساتھ ہجرت کی۔ بلکہ ہجرت کے وقت نہایت اطمینان کے ساتھ بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور فرمایا جو تم میں سے اپنی ماں کو بغیر بیٹے کے اور اپنے بیٹے کو یتیم اور بیوی کو بیوہ کرانے کا ارادہ رکھتا ہو تو اس وادی سے دوسری طرف آ کر میرا مقابلہ کرے۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی)

حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ بیوہ ہوگئیں تو رحمت دو عالم ﷺ نے حضرت

حفصہؓ کو اپنے نکاح میں لے کر حضرت فاروق اعظمؓ سے سسرالی رشتہ قائم فرمادیا۔غزوہ بنی المصطلق‘ غزوہ احزاب اور صلح حدیبیہ میں آپ رحمت دو عالم ﷺ کے وزیر و مشیر کی حیثیت سے شریک رہے اور ایسے ہی غزوہ خیبر میں آپ آنحضرت ﷺ کے شانہ بشانہ شریک رہے۔عمرۃ القضاء میں شریک سفر تھے۔

رحمت دو عالم ﷺ ۱۰ رمضان المبارک ۸ ہجری مطابق ۲۲ دسمبر ۶۱۹ء کو دس ہزار نفوس قدسیہ کے ساتھ فتح مکہ کے لئے روانہ ہوئے۔مکہ مکرمہ بغیر لڑائی کے فتح ہوا اور رؤساء قریش صفا پہاڑی پر دھڑا دھڑ تشریف لا کر اسلام قبول کررہے تھے اور سرور دو عالم ﷺ کے دست حق پرست پر بیعت کررہے تھے۔جب عورتوں کی باری آئی تو حضور ﷺ کے حکم پر حضرت عمرؓ نے خواتین سے بیعت لی۔غزوہ حنین اور غزوہ تبوک میں شرکت فرمائی۔ سرور دو عالم ﷺ کے چندہ کی اپیل پر آپ نے اپنے گھر کا آدھا مال آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کردیا۔ غرضیکہ حضرت فاروق اعظمؓ نے تمام غزوات میں رحمت دو عالم ﷺ کے ساتھ پابہ رکاب رہے۔

رحمت دو عالم ﷺ کی وفات حسرت آیات کا سانحہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ ہجری چاشت کے وقت ہوا۔جس سے حضرات صحابہ کرامؓ پر عجیب وغریب کیفیات وارد ہوئیں۔خود حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ تلوار ننگی کرکے میدان میں آئے اور یہ اعلان کیا کہ جو یہ کہے گا کہ حضور ﷺ انتقال فرماگئے ہیں اس کا سر قلم کردوں گا۔اتنے میں حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ تشریف لائے اور انہوں نے حضرات صحابہ کرامؓ کو سہارا دیا اور ایسی عجیب وغریب تقریر فرمائی کہ حضرات صحابہ کرامؓ کو حضور ﷺ کی وفات کا یقین ہوگیا۔

حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ کے زمانہ خلافت سنبھالنے کے بعد مسلمانوں پر فتوحات کے دروازے کھل گئے۔ایران وعراق‘ فارس وروم کے بیسیوں شہر اور صوبے اسلام کے قلمرو میں شامل ہوئے۔مدائن‘ شام‘ دمشق‘ حمص‘ قنسرین‘ بیت المقدس‘ اصفہان ہمدان‘ رے‘ آذربائیجان جیسے اہم ممالک اور صوبوں پر اسلامی پرچم لہرانے لگا۔ حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ نے دس سال چھ ماہ چار دن امیر المومنین کی حیثیت سے گزارے۔حضرت عمرؓ کا دور خلافت اسلام کا سنہری دور ہے کہ شیر اور بکریاں ایک ہی گھاٹ سے پانی پیتے تھے۔ہر طرف عدل وانصاف کا دور دورہ تھا۔

حضرت عمرؓ نے مدینہ طیبہ میں بیٹھ کر مصر‘ شام‘ عراق اور ایران پر اسلامی فوجوں کو اس طرح لڑایا کہ ہر محاذ پر کامیابی سے ہمکنار کیا۔جہاں آپ ایک عظیم سپہ سالار تھے وہاں فقیہ اعظم اور مجتہد اکبر بھی تھے۔طاقت وروں سے کمزوروں کو حق دلواتے۔غرضیکہ اللہ رب العزت نے حضرت عمرؓ میں بہت سی خوبیوں کو جمع کردیا تھا۔جب حضرت عمرؓ کی عمر تریسٹھ سال کے لگ بھگ ہوئی تو سلطنت اسلامی کی وسعت کی وجہ سے آپ کی راتوں کا سکون اور دن کا چین اڑنے لگا۔ایک رات حضرت عمرؓ ایک وادی سے گزر رہے تھے کہ چاند پر نظر پڑی اور فرمایا کہ انسان بھی چاند کی طرح ہے۔پھر ایک ٹھنڈا سانس لے کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھا لئے۔اللھم انی اسئلك شھادۃ فی سبیلك ووفاۃ فی بلد حبیبك ! کہ:اے اللہ! مجھے اپنے راستہ میں شہادت کی موت نصیب فرما اور اپنے محبوب ﷺ کے مدینہ طیبہ میں تدفین نصیب فرما۔

طبقات ابن سعد میں ہے کہ مکہ مکرمہ سے واپسی کے بعد آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں

سرورِ دو عالم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا کہ: ''لوگو! میں نے ایک خواب دیکھا ہے جسے اپنی موت کا پیام سمجھتا ہوں۔ دیکھا کہ ایک سرخ رنگ کے مرغ نے مجھے دو ٹھونگیں مارے ہیں۔ اے لوگو! تم پر احکام فرض کر دیئے گئے ہیں۔ تمہارے لئے قانون حیات مرتب کر دیا گیا اور تمہیں ایک کھلی شاہراہ پر ڈال دیا گیا اور اب یہ اور بات ہے کہ تم لوگوں کو ادھر ادھر بھٹکاؤ۔'' (طبقات ابن سعد ج۳ ص۳۳۴، ۳۳۵)

طبری وغیرہ میں ہے کہ جب حضرت سیدنا عمر ابن خطابؓ سفر حج سے واپس تشریف لائے اور بازار کا گشت فرما رہے تھے تو آپ سے ابولولو فیروز مجوسی ایرانی ملا اور کہنے لگا کہ اے امیرالمومنین! مجھے مغیرہ ابن شعبہؓ سے بچایئے۔ یہ مجھ سے بہت خراج لیتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم اسے کتنا خراج ادا کرتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ دو درہم روزانہ۔ آپ نے پوچھا کہ تم کیا کام جانتے ہو۔ اس نے کہا کہ میں کئی کام کرتا ہوں۔ نجاری، آہن گری اور نقاشی۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ تمہارے پیشوں کے اعتبار سے دو درہم روزانہ کوئی زیادہ نہیں۔ اور فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ تو کہتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو ہوا سے چلنے والی چکی بھی بنا سکتا ہوں۔ وہ کہنے لگا کہ ہاں! تو فرمایا کہ مجھے ایک ایسی چکی بنا دو۔ اس نے جواب دیا کہ میں زندہ رہا تو آپ کے لئے ایسی چکی بناؤں گا جس کو مشرق سے مغرب تک دنیا یاد کرے گی۔ جب وہ غلام چلا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ غلام مجھے قتل کی دھمکی دے کر جا رہا ہے۔

چنانچہ حضرت عمرؓ ۲۶ ذی الحجہ کی صبح نماز کے لئے مسجد نبوی تشریف لائے۔ صفیں درست کی گئیں۔ تکبیر کہی گئی۔ آپ نے نماز شروع فرمائی کہ ابولولو فیروز مجوسی ایرانی نے آپ کے پیٹ میں زہر آلود خنجر کے تین یا چھ وار کئے جس سے آپ گر پڑے۔ اس کے بعد وہ مسجد سے باہر بھاگا۔ لوگ اس کے پیچھے بھاگے۔ اس نے اسی دو دھارے خنجر سے کئی آدمی زخمی کئے۔ ان میں سے چھ آدمی جانبر نہ ہو سکے۔ ایک آدمی نے اس پر اپنی چادر پھینکی اور اسے قابو کر لیا۔ اب اس نے اسی خنجر سے اپنے آپ کو قتل کر دیا۔ تاکہ سازش بے نقاب نہ ہو۔

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن عوفؓ آگے بڑھے اور مختصر نماز پڑھائی۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ کا شانہ خلافت میں لائے گئے۔ چونکہ زخم کاری تھے۔ اس لئے علاج معالجہ کے باوجود یکم محرم الحرام کو جام شہادت نوش فرما گئے۔ حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ کو روضہ طیبہ میں دفن کیا گیا۔

نسخہ جوہر زیتون
لعنت اللہ علی الکاذبین ترجمہ: جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت
قیمت ہمعہ ڈاک خرچ
1500/- روپے
فوائد جوہر زیتون
جوہر زیتون: جوڑوں کا درد، کمر درد، ٹانگ کا درد ختم کرتا ہے۔
جوہر زیتون: پٹھوں کی کمزوری جوڑوں پر سوجن و ورم ختم کرتا ہے۔
جوہر زیتون: تمام جسمانی درد کو ختم کرکے یورک ایسڈ کو متوازن کرتا ہے۔
جوہر زیتون: گٹھیا کے مکمل علاج
قائم شدہ 1950ء
شعبہ طب نبوی دار الخدمت
0308-7575688
0345-2366562
جوہر زیتون

سیرت حسینؓ پر ایک نظر

مولانا عبداللہ معتصم

ایک روز کا ذکر ہے کہ قبیلہ قریش کی ایک نیک سیرت خاتون ام فضلؓ بنت حارث رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے رات بڑا عجیب اور بھیانک خواب دیکھا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: بیان کرو۔ خاتون نے عرض کیا میرے آقا! وہ خواب اس قدر ڈراؤنا اور خطرناک ہے کہ مجھ میں بیان کرنے کی سکت نہیں۔ رحمت عالم ﷺ نے تسلی دیتے ہوئے نرم لہجے میں فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں۔ تم اپنا خواب ضرور بیان کرو۔ رحمت دوعالم ﷺ کی شفقت کا دریا موجزن دیکھا تو خاتون گویا ہوئی: ''میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے جسد اطہر کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھ دیا گیا۔'' فخر عالم ﷺ نے فرمایا: اس میں گھبراہٹ اور سراسیمگی کی کیا ضرورت ہے۔ یہ تو بڑا مبارک خواب ہے۔ اللہ تعالیٰ میری نور نظر فاطمہؓ کو بیٹا عطا فرمائے گا۔ جسے تم گود اٹھاؤ گی۔ (مستدرک حاکم)

سرور کونین ﷺ سے یہ تعبیر سن کر ام فضلؓ خوشی سے نہال ہوگئی اور مطمئن ہو کر چلی گئی اور بات آئی گئی ہوگئی۔ زمانہ گزرتا رہا۔ آفتاب طلوع وغروب ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ شعبان ۴ ہجری کا چاند نمودار ہوگیا۔ شعبان کی جب ۴ تاریخ ہوگئی تو ام الفضل کا خواب پورا ہوگیا اور مخبر صادق کی بتائی ہوئی تعبیر آفتاب نصف النہار کی طرح ضیاء ریز ہوگئی۔ حضور ﷺ نومولود کی خبر پا کر سیدۃ النساء کے گھر تشریف لائے۔ مسرت آمیز لہجے میں ارشاد فرمایا: ''میرے بیٹے، میرے لخت جگر کو میرے پاس لاؤ۔'' حضرت حسینؓ کو ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر دست نبی ﷺ میں دے دیا گیا۔ آپ ﷺ نے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہی۔ (مستدرک)

ایک روایت میں منقول ہے کہ حضرت علیؓ نے آپ کا نام ''حرب'' رکھا۔ لیکن سرور کائنات ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ میرے بیٹے کا نام حسین رکھا جائے۔ (اسد الغابۃ)

جگر گوشہ رسول حضرت حسینؓ ابھی ایام رضاعت میں تھے کہ آقا ﷺ نے اپنی چچی ام فضلؓ سے ارشاد فرمایا کہ میرے بچے کو آپ دودھ پلایا کریں۔ اس طرح جنت کے نوجوانوں کے سردار نے حضرت فاطمہؓ کا دودھ پینے کی بجائے ام فضلؓ بنت حارث کا دودھ پیا اور خاتم الانبیاء ﷺ کے جسم کا ٹکڑا ام فضلؓ کی گود میں چلا گیا۔ حضرت حسینؓ کی اصلاح وتربیت معلم کائنات ﷺ نے خود فرمائی۔ لیکن آپ کو حضور ﷺ کے زیر سایہ رہنے کا زیادہ موقع نہیں ملا۔ آپ ابھی بچے ہی تھے کہ سراج منیر غروب ہوگیا۔ وصال رسول ﷺ کے بعد حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ نے اس گوہر نایاب کی تربیت کی۔

سرور کائنات ﷺ حضرت حسینؓ سے بے انتہا محبت فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کے ان الفاظ مبارکہ سے حضرت حسینؓ کی عظمت اور آپ ﷺ کی ان کے ساتھ محبت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ: ''حسین منی وانا من

حسین احب اللہ من یحب الحسین (بخاری، ترمذی) ’’حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسے محبوب رکھے جو حسین کو محبوب رکھتا ہے۔

ایک بار آپ ﷺ حضرت عائشہؓ کے گھر سے نکل کر کہیں تشریف لے جارہے تھے۔ جب حضرت فاطمہؓ کے گھر کے قریب پہنچے تو حضرت حسینؓ کے رونے کی آواز آئی۔ آپ ﷺ اسی وقت گھر کے اندر تشریف لے گئے اور فرمایا: فاطمہؓ تمہیں معلوم نہیں کہ اس کے رونے سے میرے دل کو تکلیف ہوتی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں: میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت حسینؓ کے دونوں ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور ان کے دونوں پیر رحمت للعالمین ﷺ کے دونوں پیروں پر تھے اور مقصود کائنات ﷺ فرمارہے تھے کہ اے چھوٹے قدموں والے! آگے بڑھ۔ حسینؓ اوپر چڑھنے لگے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کے سینہ مبارک تک پہنچ گئے۔ پھر آپ ﷺ نے حسینؓ کو بوسہ دے کر دعا کی: اے اللہ! میں حسینؓ سے محبت کرتا ہوں۔ تو بھی اس سے محبت کر۔ (الاستیعاب)

امام الانبیاء ﷺ اکثر و بیشتر نماز کے لئے تشریف لے جاتے ہوئے حضرت فاطمہؓ کے دولت کدہ پر آواز دیتے ’’السلام علیکم یا اہل بیت النبوۃ‘‘ محبت و شفقت میں ڈوبی ہوئی یہ آواز سنتے ہی حضرت فاطمہؓ نبی رحمت ﷺ کے دونوں نواسوں کو لے کر دروازے پر آجاتیں۔ حضور ﷺ دونوں کو پیار کر کے مسجد جاتے۔ معلم کائنات ﷺ کے اس معمول نے دونوں نونہالوں کو سحر خیز بنادیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی فیض صحبت کا اثر تھا کہ آپ بچپن سے خوش خلق، خندہ رو اور شائستہ مزاج واقع ہوئے تھے۔ بسیار گوئی کے عادی نہ تھے۔ طبیعت میں عاجزی و انکساری تھی۔ ایک بار سر راہ چند غرباء نے آپ کو کھانے پر بلایا۔ آپ بلا جھجک ان کے ساتھ جا بیٹھے۔ شام کو ان غرباء کو اپنے گھر بلا کر انواع و اقسام کے کھانے کھلائے۔ آپ میں انتہاء کی سخاوت، فیاضی اور وسعت ظرفی تھی۔ ایک مرتبہ ایک دیہاتی سائل مدینہ منورہ آیا اور پوچھا کہ یہاں سب سے زیادہ سخی کون ہے۔ لوگوں نے حضرت حسینؓ کا نام بتایا۔ چنانچہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تین شعر پڑھے۔ حضرت حسینؓ نے اپنے غلام سے کہا: جو رقم موجود ہے، وہ اس سائل کو دے دو۔ یہ ہم سے زیادہ ضرورت مند ہے۔ پھر سائل کے جواب میں آپ نے بھی تین شعر پڑھے۔ جن کا ترجمہ و مفہوم یہ ہے: ’’میں تھوڑی سی رقم دے رہا ہوں۔ جس کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ اگر میرے وسائل محدود نہ ہوتے تو تم دیکھتے کہ میری جود و سخا کا مینہ کس طرح برستا ہے۔‘‘ سائل یہ سن کر رونے لگا۔ آپ نے وجہ دریافت فرمائی تو سائل نے کہا: میں اس لئے روتا ہوں کہ ایسے نیک لوگوں کو زمین کس طرح کھا جائے گی۔

ان گوناگوں صفات کے علاوہ شجاعت و مردانگی میں بھی آپ یکتائے روزگار تھے۔ یہی وجہ ہے کہ یزید کی حاکمیت کے خلاف جب آپ نے آواز اٹھائی اور بیعت سے انکار کیا تو یزید کی طرف سے لالچ، دھمکی، فریب سے کام لیا گیا۔ مگر آپ یزید کی اطاعت سے انکاری رہے۔ مکہ سے کوفہ جاتے ہوئے کربلا کے مقام پر یزید کے لشکر نے آپ کی راہ روکی اور پھر آپ کی شہادت کا وہ المناک واقعہ پیش آیا جس کو ذکر کرنے کی دل میں سکت نہیں اور قلم میں طاقت نہیں۔ رضی اللہ عنہ!

حضرات حسنین وکریمینؓ ...... فضائل ومناقب

مولانا محمد زبیر

رسول اللہ ﷺ کے دوسرے نواسے حضرت علیؓ وحضرت فاطمہؓ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت حسینؓ کی ولادت شعبان ۴ ہجری میں ہوئی۔ آپ ﷺ نے ہی ان کا نام حسین رکھا۔ ان کو شہد چٹایا۔ ان کے منہ میں اپنی زبان مبارک داخل کر کے لعاب مبارک عطا فرمایا اور ان کا عقیقہ کرنے اور بالوں کے ہم وزن چاندی صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ حضرت فاطمہؓ نے ان کے بالوں کے برابر چاندی صدقہ کی۔ (مؤطا امام مالکؒ)

اپنے بڑے بھائی حضرت حسنؓ کی طرح حضرت حسینؓ بھی رسول اللہ ﷺ سے مشابہ تھے اور آپ ﷺ کو ان سے بھی غیر معمولی محبت اور تعلق تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو ان کی عمر صرف چھ یا سات سال تھی۔ لیکن یہ چھ یا سات سال آپ ﷺ کی صحبت اور شفقت ومحبت میں گزرے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ نے خاص لطف وکرم اور محبت کا برتاؤ کیا۔ حضرت عمرؓ کے آخری زمانہ خلافت میں آپ نے جہاد میں شرکت شروع کی اور پھر بہت سے معرکوں میں شریک رہے۔ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں جب باغیوں نے ان کے گھر کا محاصرہ کر لیا تھا تو حضرت علیؓ نے اپنے دونوں بیٹوں حسنؓ اور حسینؓ کو ان کے گھر کی حفاظت کے لئے مقرر کر دیا تھا۔ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد حضرت حسنؓ نے جب حضرت معاویہؓ سے مصالحت کر کے خلافت سے دستبرداری کے ارادہ کا اظہار کیا تو حضرت حسینؓ نے بھائی کی رائے سے اختلاف کیا۔ لیکن بڑے بھائی کے احترام میں ان کے فیصلے کو تسلیم کیا۔ البتہ جب حضرت حسنؓ کی وفات کے بعد جب یزید نے خلافت کی بیعت لی تو حضرت حسینؓ اس کو کسی طرح برداشت نہ کر سکے اور یزید کے خلیفہ بن جانے کے بعد اپنے بہت سے مخلصین کی رائے ومشورہ کو نظر انداز کر کے جہاد کے ارادہ سے مدینہ طیبہ سے کوفہ کے لئے تشریف لے چلے۔ ابھی مقام کربلا ہی تک پہنچے تھے کہ واقعہ کربلا کا پیش آیا اور آپ وہاں شہید کر دیئے گئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

تاریخ وفات ۱۰ محرم الحرام ۶۱ ہجری ہے۔ اس وقت عمر شریف تقریباً ۵۵ سال تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی نسل حضرت فاطمہؓ ہی سے چلی اور ان کی اولاد میں حضرت حسینؓ اور ان کی دو بہنیں حضرت زینبؓ اور حضرت کلثومؓ ہی آپ ﷺ کی بقاء نسل کا ذریعہ بنے ہیں۔

حضرات حسنینؓ کے فضائل ومناقب

رسول اللہ ﷺ کے نواسے اور آپ ﷺ کے صحابی ہونے کا شرف کیا کم ہے۔ پھر آپ ﷺ کو حضرات حسنینؓ سے بہت محبت بھی تھی۔ شفقت ومحبت کا یہ عالم تھا کہ یہ دونوں بھائی بچپن میں حالت نماز میں آپ ﷺ کی کمر مبارک پر چڑھ جاتے۔ کبھی دونوں ٹانگوں کے بیچ میں سے گزرتے رہتے اور آپ ﷺ نماز میں بھی ان کا خیال کرتے۔ جب تک وہ کمر پر چڑھے رہتے۔ آپ ﷺ سجدہ سے سر نہ اٹھاتے۔ (سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۲۹۴)

آپ ﷺ اکثر انہیں گود میں لیتے۔ کبھی کندھے پر سوار کرتے۔ ان کا بوسہ لیتے انہیں سونگھتے اور فرماتے: ’’انکم لمن ریحان اللّٰہ ‘‘ تم اللہ کی عطا کردہ خوشبو ہو۔‘‘ (ترمذی) ایسے ہی ایک موقع پر حضرت اقرع بن حابسؓ نے عرض کردیا: ’’اے اللہ کے رسول! میرے تو دس بیٹے ہیں۔ لیکن میں نے آج تک کسی کا بوسہ نہیں لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’انہ من لایرحم لا یرحم ‘‘ جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی منجانب اللہ رحم نہیں کیا جاتا۔‘‘ (ترمذی)

آیت تطہیر کے نزول کے بعد آپ ﷺ نے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ اور حضرات حسنینؓ کو اپنی ردائے مبارک میں داخل فرما کر اللہ سے عرض کیا: ’’اللھم ھؤلاء اھل بیتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا۔‘‘ ﴿اے اللہ! یہ میرے اہل بیتؓ ہیں۔ ان سے گندگی کو دور فرمادیجئے اور پاک وصاف کردیجئے۔‘‘ (ترمذی)﴾ صحیح بخاری میں حضرت عدی بن ثابتؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت حسنؓ کو اپنے کندھے پر سوار کئے ہوئے تھے اور یوں دعا کررہے تھے: ’’اللھم الی احبہ فاحبہ ‘‘ ﴿اے اللہ! یہ مجھے محبوب ہے۔ آپ بھی اسے اپنا محبوب بنالیجئے۔‘‘ (بخاری، مسلم)﴾

امام بخاریؒ ہی نے حضرات حسنینؓ کے مناقب میں حضرت ابن عمرؓ کا قول نقل کیا ہے کہ ان سے کسی عراقی نے مسئلہ دریافت کیا کہ محرم (احرام کی حالت میں) اگر مکھی ماردے تو اس کا کیا کفارہ ہے؟ حضرت ابن عمرؓ نے بڑی ناگواری سے جواب دیا کہ اہل عراق مکھی کو قتل کرنے کا مسئلہ پوچھنے آتے ہیں اور نواسۂ رسول (حضرت حسینؓ) کو قتل کردیا۔ حالانکہ آپ ﷺ نے اپنے دونوں نواسوں کے بارے میں فرمایا تھا: ’’ھما ریحانتای من الدنیا ‘‘ یہ دونوں میرے لئے دنیا کی خوشبو ہیں۔ (بخاری، ترمذی)

امام ترمذیؒ نے حضرت یعلی بن مرہؓ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’حسین منی وانا من حسین احب اللّٰہ من احب حسینا حسین سبط من الاسباط۔‘‘ (ترمذی) ﴿حسین میرے ہیں اور میں حسین کا۔ جو حسین سے محبت کرے اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے۔ حسین میرے ایک نواسے ہیں۔﴾

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قینقاع کے بازار سے لوٹا تو آپ ﷺ فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے اور پوچھا بچے کہاں ہیں؟ تھوڑی دیر میں دونوں دوڑتے ہوئے آئے اور رسول اللہ ﷺ سے چمٹ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’خدا! میں ان کو محبوب رکھتا ہوں۔ آپ بھی ان کو محبوب رکھنا اور ان کے محبوب رکھنے والے کو بھی محبوب رکھنا۔‘‘ (مسلم) حسنؓ وحسینؓ کو آپ اپنے جنت کے گل خندان فرماتے تھے کہ حسنؓ وحسینؓ میرے جنت کے دو پھول ہیں۔ (بخاری)

حضرت حذیفہؓ راوی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی۔ عشاء کی نماز کے بعد آنحضرت ﷺ تشریف لے چلے۔ میں بھی پیچھے پیچھے ہولیا۔ میری آواز سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: کون؟ عرض کیا کہ حذیفہ۔ فرمایا: خدا تمہاری اور تمہاری ماں کی مغفرت کرے۔ تمہاری کوئی ضرورت ہے؟۔ دیکھو ابھی یہ فرشتہ نازل ہوا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہ آیا تھا۔ اس کو خدا نے اجازت دی ہے کہ وہ مجھے سلام کہے اور بشارت دے کہ فاطمہؓ جنت کی عورتوں کی اور حسنؓ وحسینؓ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

ماہ محرم الحرام ...... فضائل ومنکرات

حافظ محمد انس

محرم ان چار مہینوں میں سے ایک ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ’’حرمت والے مہینے‘‘ قرار دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ حرمت والے مہینے ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب ہیں۔ (بخاری)

یوں تو ہر مہینہ میں اور ہر آن و ہر گھڑی فتنہ وفساد، قتل وغارت گری اور فسق وفجور سے اجتناب ضروری ہے۔ مگر ان حرمت والے مہینوں میں ان امور سے خاص طور پر اجتناب کرنا چاہئے۔ زمانہ جاہلیت میں بھی ان ایام کی حرمت مسلّم تھی اور جاہلی عرب ان مہینوں کی حرمت کا خاص خیال رکھتے تھے۔ وہ کسی مہینہ کو ماہ حرام قرار دیتے ہوئے اس میں فسق وفساد اور قتل وغارت گری کی جسارت نہ کرتے تھے۔ اگر کسی ماہ حرام میں انہیں یہ حرکتیں کرنی ہوتیں تو وہ اس ماہ حرام کو کچھ پیچھے ہٹا دیتے تھے۔ مگر ان سے یہ جسارت نہ ہوتی تھی کہ کسی مہینہ کو ماہ حرام قرار دیتے ہوئے اس میں یہ حرکتیں کریں۔ مگر آج امت مسلمہ کی بے حسی کا یہ حال ہوگیا ہے کہ اس میں ان جاہل عربوں کے برابر بھی ان حرمت والے مہینوں کی حرمت کا احساس باقی نہیں رہا۔ یہ امت محرم جیسے ماہ حرام میں فسق وفجور اور عصیان کا وہ طوفان اٹھاتی ہے کہ الامان والحفیظ!

ماہ محرم کا وہ دن، جسے رسول اللہ ﷺ نے روزہ کا دن قرار دیا تھا اور اسے کفارہ سیأت ٹھہرایا تھا۔ عین اسی دن کو اس وقت بدعات وخرافات کی نذر کردیا گیا کہ عوام تو عوام، خواص تک اس مہینے کی سنت صحیحہ سے بے تعلق ہوکر بدعات وخرافات کو دینی کام سمجھ بیٹھے ہیں۔ ماہ محرم کی صحیح عزت وقدر یہ ہے کہ اس میں جن کاموں کا انجام دینا باعث برکت وثواب ہے۔ ان کو خیال سے کیا جائے اور جن کاموں سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ان سے پرہیز کیا جائے۔ اس ماہ میں خصوصیت سے جو کام کرنے چاہئیں وہ دو ہیں۔ ایک یہ کہ فرائض وواجبات وسنن موکدات کو انجام دیتے ہوئے نویں اور دسویں تاریخ کا روزہ رکھا جائے۔ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔ روزہ رمضان کے علاوہ تمام روزوں میں افضل روزہ عاشورا کا ہے۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ عاشورا کا روزہ گذشتہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے۔ یعنی گذشتہ سال جس قدر بھی صغیرہ گناہ ہوئے ہوں اس روزہ کی برکت سے معاف ہو جائیں گے۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا: تم عاشوراء کا روزہ رکھو اور اس روزہ رکھنے میں یہود کی مخالفت کرو۔ (اس طرح) کہ عاشوراء سے ایک دن پہلے کا یا ایک دن بعد کا روزہ رکھو۔ فقہاء احناف کا بھی یہی مسلک ہے کہ تنہا عاشوراء کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

اب رہے وہ کام جن سے بچنا ضروری ہے۔ ان کے متعلق عرض ہے کہ ہر کام جو عام دنوں میں گناہ ہے۔ اس کا کسی خاص فضیلت والے ماہ یا دن یا وقت میں کرنا اور زیادہ برا ہے۔ اس لئے اس ماہ کی صحیح تعظیم یہ ہے کہ اس میں خصوصیت کے ساتھ تمام گناہوں سے سخت پرہیز کا اہتمام کیا جائے۔ بدعت کے کام تمام دنوں میں حرام اور گناہ کبیرہ ہیں۔ لہٰذا ماہ محرم میں ان کا کرنا بہت برا اور بڑا گناہ ہے۔ یاد رکھنے اور غور کرنے کی بات ہے کہ اہل بیت اطہار

سے محبت رکھنا اور ان پر گذرے مصائب سے دل میں رنج وافسوس محسوس کرنا ہر مسلمان کی سعادت ہے۔ تقاضائے ایمان الٰہی ہے۔ لیکن ان کے مصائب پر ہر سال غم کا دن منانا اور ماتم کرنا زمانہ جاہلیت کی بدعت ہے۔ اہل سنت والجماعت کے مذہب میں یہ سب باتیں ناجائز ہیں۔ نوحہ وماتم کرنا زمانہ جاہلیت کی رسم ہے۔ اسلام نے ان تمام رسومات کو مٹادیا۔ چنانچہ حضورﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض تین اشخاص ہیں۔

۱...... وہ جو حرم شریف میں گناہ کرے۔ ۲...... جو مسلمان ہوکر جاہلیت کے رسوم اختیار کرے۔

۳...... وہ شخص جو بلاوجہ شرعی کسی مسلمان کے خون کا پیاسا ہو۔

تاریخ عرب سے ثابت ہے کہ نوحہ وماتم کفار ومشرکین کا رواج ہے اور ہمارے حضورﷺ نے عاشوراء کا روزہ رکھنے میں یہود کے طرز عمل کی مخالفت کرنے کا حکم دیا ہے تو بھلا مشرکین اور کفار کی رسوم حضورﷺ کو کیسے گوارہ ہوسکتی ہیں۔ لہٰذا یہ عمل جس طرح ایک مسلمان کو اللہ کے غضب کا مستحق بناتا ہے۔ اسی طرح حضور اکرمﷺ کی سخت ناراضگی کا باعث بھی ہے۔ اظہار غم کے سلسلہ میں جلوس نکالنا، جوگی یا فقیر بننا، تعزیہ بنانا اور اسے چندہ دینا، غیر اللہ سے مرادیں مانگنا، ڈھول بجانا، شربت کی گھڑیاں سنوارنا، کھیلنا کودنا، وجد لانا وغیرہ سب ناجائز اور باعث گناہ ہیں۔

کسی قدر افسوس کی بات ہے کہ جن چیزوں کے مٹانے میں ہمارے حضورﷺ نے ۲۳ برس تک لگاتار کوشش فرمائی۔ آج ہم مسلمان ہی ان کو زندہ اور قائم کر رہے ہیں۔

ختم نبوت کانفرنس کوہاٹ

۶ر ستمبر بروز ہفتہ ضلع کوہاٹ میں یوم ختم نبوت کانفرنس ہوئی جس میں علماء کرام نے تحفظ ختم نبوت کے حوالہ سے بیانات فرمائے اور مجاہدین وشہدائے ختم نبوت کی لازوال قربانیوں پر زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ ۷ر ستمبر بروز اتوار بھی کوہاٹ سے ریلی نکالی گئی۔ ضلعی امراء ودیگر قیادت نے ریلی کی قیادت کی اور بیانات بھی فرمائے۔

ختم نبوت کانفرنس مردان

۸ر ستمبر بروز پیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع مردان کے زیر اہتمام بمقام عیدگاہ شمسی روڈ مردان میں صبح سات بجے سے یوم ختم نبوت کانفرنس شروع ہوئی۔ مہمان خصوصی حضرت مولانا عبدالغفور مدظلہ تھے۔ مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا قاضی احسان احمد کراچی کے علاوہ مقامی شیوخ عظام، علماء کرام، مفتیان عظام، قراء اور سیاسی زعماء نے بھی خطاب فرمایا۔ سٹیج کو شیخ المشائخ مولانا حمداللہ جان، مولانا اعزاز الحق، مفتی سجاد الحجابی، مولانا ندیم احمد، مولانا فضل علیم، مولانا عرفان، مولانا پیر حزب اللہ جان، مولانا گوہر شاہ نے رونق بخشی۔ صوبائی جنرل سیکرٹری جمعیت علماء اسلام مولانا شجاع الملک، مولانا عبدالقیوم حقانی، مولانا قاری اکرام الحق کے علاوہ مقامی علماء کرام نے بھی خطاب فرمایا۔ آخری خطاب مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی نے اپنے مخصوص علمی وپرجوش طرز میں فرمایا۔ الحمدللہ مقررین نے مسئلہ ختم نبوت، ردقادیانیت اور قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کے متعلق خوب وضاحت فرمائی۔ نماز عصر سے پہلے کانفرنس بخیریت وعافیت ختم ہوئی۔

سن ہجری کی ابتداء

مولوی محمد سالم قاسمی

سن اور تاریخ کا رواج اقوام عالم میں عہد قدیم سے چلا آرہا ہے اور مختلف اقوام نے اپنے اوپر گزرنے والے مختلف حوادث وواقعات کو اپنے سن کی ابتداء کے لئے منتخب کیا۔ تاکہ انقلابات وحوادث کی ابتداء وانتہاء کا تعین کیا جاسکے اور قوم نے یہی سعی کی کہ اس کے سن کا آغاز کسی ایسے ممتاز اور قومی واقعہ سے ہو کہ جس نے قوم پر یا دنیا پر کوئی اجتماعی اثر چھوڑا ہو اور ایک حد تک اس سن کے استعمال کے ساتھ وہ واقعہ بھی انسانی ذہن اور اوراق تاریخ کی دائمی امانت بنا رہے۔

چنانچہ یہود نے تورات کی روایت کے مطابق زمین پر انسان کے ظہور کو اپنے سن کا آغاز قرار دیا۔ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت باسعادت کو مبداء سن بنایا۔ رومیوں نے سکندر رومی کے دارا پر غلبہ کو اہمیت دے کر آغاز سن کیا اور رومیوں کے اس سن کو مشرق کی بعض دوسری اقوام نے بھی اپنایا۔ قبطیوں نے اپنے اس ابتلاء سے سن کا آغاز کیا کہ جس میں روم کے بت پرست شہنشاہ ''قلطیانوس'' نے حکم دیا کہ اہل مصر میں سے جو شخص ''دین مسیحی'' قبول کرے گا اسے سزائے موت دی جائے گی۔ اہل فارس نے اپنی آخری بادشاہ ''یزدگرد'' کے سانحہ موت سے اپنے سن کی ابتداء تسلیم کی اور اسی متداول دستور کے مطابق امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اس عظیم تر ضرورت کو سرور کائنات ﷺ کی بلد امین مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب ''ہجرت مقدسہ'' کے تاریخی واقعہ سے پورا کیا اور آج ۱۴۳۵ سال سے یہ سن ہجری ملت اسلامیہ میں مروج ہے۔

اہل عرب عہد جاہلیت میں مختلف ممالک واقوام کے سنین سے اپنی اس ضرورت کو پورا کرتے تھے۔ چنانچہ شمالی عرب کے لوگ جو روم سے قرب کی بناء پر رومی معاشرت سے متاثر تھے۔ وہ رومی سن ہی کو استعمال کرتے تھے جس کی ابتداء دارا پر سکندر رومی کے غلبہ سے ہوتی ہے۔ اہل یمن میں مختلف سنین مروج تھے۔ بعض قبائل اپنے بڑے بڑے بادشاہوں کے اہم واقعات سے سن کا آغاز کرتے تھے اور بعض عرب کے تاریخی سیلاب کو مبداء قرار دیتے تھے اور بعض یمن پر حبشہ کے تسلط کو ابتداء مانتے تھے۔ خانہ بدوش عربی قبائل اپنی باہمی عظیم الشان جنگوں سے اپنی تاریخ یاد رکھتے تھے۔ جیسے جنگ بسوس، جنگ داحس اور جنگ غبراء وغیرہ۔

بعض قبائل نے کسی ہمہ گیر وباء ہی کو سن بنا رکھا تھا۔ جیسے وباء الختان۔ یہ ایک مرض تھا جو اونٹوں کے حلقوم میں پیدا ہوتا تھا اور بالآخر ان کی جان لے کر ہی ٹلتا تھا۔ اس وباء میں ہزاروں اونٹ جو اہل عرب کے لئے متاع عزیز تھے، تلف ہوگئے۔ اسی لئے یہ واقعہ ان کے لئے مستقل یادگار بن کر رہ گیا۔ حتیٰ کہ اسی سے واقعات کی ابتداء وانتہاء متعین کی جانے لگی۔

عرب کے ممتاز قبیلے قریش نے اپنا ایک مستقل سن عام الفیل سے قرار دیا تھا اور یہ ایک تاریخی اتفاق ہے

کہ اسی سن میں یہ کائنات فخر کائنات ﷺ کے وجود باوجود سے بھی مشرف ہوئی۔ عام الفیل وہ سال کہلاتا ہے جس میں حبشہ کے بادشاہ ابرہہ نے ہاتھی سوار فوج کے ساتھ مکہ معظمہ پر بیت اللہ کے انہدام کے لئے چڑھائی کی تھی۔ لیکن رب کعبہ نے اسے اور اس کے نابکار لشکر کو ایک دردناک وعبرت انگیز عذاب کے ساتھ نیست ونابود فرمادیا تھا۔ یہ سن دور نبوی ﷺ سے قریب تک سن تھا۔

اس کے کچھ ہی عرصہ بعد جزیرۃ العرب میں وہ انسانیت نواز انقلاب اسلام کی صورت میں جلوہ فرما ہوا کہ جس نے نہ صرف قوم عرب بلکہ تمام کائنات بشری کے لئے ابواب رحمت وسعادت کھول دیئے اور اس کی اصولی صداقت نے خانہ بدوشوں اور گم کردہ راہوں کو رسم وراہ جہانبانی سے روشناسی اور راہ نمائی کی اور کامل ترین صلاحیتیں بخشیں۔ جابروں کے قلوب کو انصاف وعدالت اور رحم ومروت کا سرچشمہ بنایا اور ان مفلس دلوں کو ایمان کی متاع گراں مایہ بخشی جو اپنا سب کچھ لٹا چکے تھے۔

انسان کو دولت ایمان وانسانیت بخشنے میں محسن انسانیت ﷺ کو جن مصائب وشدائد سے دوچار ہونا پڑا وہ کفار مکہ کی تاریخ کا المناک باب ہے۔ لیکن ان آلام کا اختتام اور منشاء مشیت کے مطابق شوکت دین کی ابتداء ہجرت میں مضمر تھی۔ اس لئے آپ کو وطن مالوف مکہ مکرمہ سے مہاجر مطلوب مدینہ منورہ کی جانب ہجرت اختیار فرمانی ناگزیر ہوگئی۔ اسی عظیم الشان تاریخی واقعہ ہجرت سے سن ہجری کی ابتداء ہوئی اور فاروق اعظمؓ کے دور مین سن ہجری کا تقرر ہوا۔ ابن شہاب زہری'' اور طبری'' کی روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ تشریف لاکر واقعہ ہجرت سے سن وتاریخ شمار کرنے کا امر فرمایا۔ یہ واقعہ ہجرت ربیع الاوّل میں پیش آیا تھا۔ لیکن اس روایت کی ان مکاتیب نبوی ﷺ سے تضعیف ہو جاتی ہے کہ جو آپ ﷺ نے سلاطین عالم کے نام ارسال فرمائے۔ کیونکہ ان پر کسی سن وتاریخ کے تحریر کئے جانے کا ثبوت نہیں ملتا اور ایسے ہی جو معاہدات صلح وقطع وغیرہ آپ نے بعد ہجرت فرمائے ان پر بھی کوئی سن وغیرہ نہیں ہے۔ ایسے ہی حضرت صدیق اکبرؓ کے دور میں بھی کوئی سن مروج نہیں تھا اور اس بارے میں کسی بھی راوی کی کوئی روایت نہیں ہے۔ باوجودیکہ آپ نے اپنے دور میں مختلف مکاتیب بھی تحریر فرمائے اور عراق وشام وغیرہ مختلف ممالک میں اپنے سپہ سالاروں کے نام فرمان بھی جاری فرمائے اور ایسے ہی مرتدین کے ساتھ جنگ کے فرامین پر کوئی تاریخ وسن مروی نہیں ہے۔ البتہ جمہور مورخین کے تمام اقوال اس کے مؤید ہیں کہ فاروق اعظمؓ نے واقعہ ہجرت کے اٹھارہ سال بعد سن ہجری کا واقعہ ہجرت سے اجراء فرمایا۔

اجرائے سن کا سبب

سن ہجری کے اجراء کا سبب یہ بنا کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے (جو فاروق اعظمؓ کی جانب سے عراق کے گورنر مقرر کئے گئے تھے) فاروق اعظمؓ کو لکھا کہ آپ کی جانب سے جو فرامین ہمارے پاس آتے ہیں بعض اوقات ان پر عملدرآمد میں بڑی دشواری پیش آتی ہے۔ کیونکہ حکم ہوتا ہے کہ اس فرمان کا اجراء شعبان سے عمل میں آئے۔ اب ہم فیصلہ نہیں کرپاتے۔ اس قرار واقعی شکایت پر فاروق اعظمؓ نے ممتاز صحابہ کرام کو جمع فرمایا اور یہ مسئلہ سامنے رکھا اور فرمایا کہ حکومت کی درآمد وبرآمد میں معقول اضافہ اور حدود مملکت کے وسیع ہو جانے کی بناء پر ملک کی آمدنی بڑھ

گئی اور اسی کے ساتھ تقسیم اموال کا کام بھی روز افزوں ترقی پر ہے۔ اب ہمارے لئے سن کی ابتداء وتعین ناگزیر ہوگیا ہے۔ اس لئے نظم وضبط کا تقاضہ اب یہ ہے کہ سن وسال کی کوئی ابتداء مقرر کی جائے؟ بعض حضرات نے رائے دی کہ فارس سے اس سلسلہ میں استصواب کیا جائے۔ وہاں کے حساب دانوں نے بتلایا کہ ہمارا ایک متعین حساب ہے۔ جو ’’ماہ روز‘‘ کے نام سے متعارف ہے۔ جس کے معنی ہیں مہینوں اور دنوں کا حساب۔

فاروق اعظمؓ نے اس حساب کو قبول فرمایا اور اسی لفظ ’’ماہ روز‘‘ کو معرب بنا کر ’’مورخ‘‘ بنادیا اور پھر قواعد عربیت کے تحت اس سے مصادر وافعال کا اشتقاق عمل میں آنے لگا۔ اس مرحلہ کے بعد غور طلب مسئلہ یہ تھا کہ کس واقعہ کو مسلمانوں کی تاریخ کا مبداء قرار دیا جائے۔ جس پر کافی اختلاف آراء رہا۔ بعض نے کہا کہ رومیوں ہی کے سن کو کیوں نہ اختیار کر لیا جائے۔ لیکن اس کی ایک طول طویل حساب سمجھ کو پسند نہ کیا گیا۔ بعض نے فارسیوں کے حساب کو اپنا لینے کا خیال ظاہر کیا۔ لیکن اس پر بھی اتفاق نہ ہوسکا۔ بعض نے رائے دی کہ نبی کریم ﷺ کی بعثت مبارکہ یا وفات سے ابتداء کی جائے۔ لیکن یہ رائے بھی پسند نہ کی گئی۔ اخیر میں حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ نے مشترکہ رائے پیش فرمائی کہ ہمارے سن وسال کی ابتداء ہجرت کے رفیع المرتبت واقعہ سے ہونی چاہئے جس کی وجہ یہ ہے کہ دین حنیف کے اقتدار وشوکت کی وہی منزل اوّل ہے اور اس سعادت عظمیٰ سے ہجرت کے بعد ہی پہلی مرتبہ علی الاعلان بہرہ اندوز ہونے کا موقع میسر آیا۔ اس صائب رائے کو بالاتفاق سراہا گیا اور فاروق اعظمؓ نے اس کو منظور فرما کر اسی پر عملدرآمد شروع فرمادیا۔ اس کے بعد یہ بات معرض بحث میں آئی کہ سال کی ابتداء کس مہینے سے مقرر کی جائے؟ اس پر بعض حضرات نے فرمایا کہ ماہ ’’رمضان المبارک‘‘ سے ابتداء سال ہونی چاہئے۔ کیونکہ اس ماہ مبارک کو دیگر مہینوں پر شرافت وفوقیت حاصل ہے۔ لیکن فاروق اعظمؓ نے خود رائے پیش فرمائی کہ ماہ ’’محرم الحرام‘‘ سے ابتداء کرنا زیادہ مناسب ہوگا۔ کیونکہ یہ مہینہ حجاج کی حج سے فراغت کے بعد واپسی کا مہینہ ہوتا ہے۔ جس سے اس سن کی خاطر خواہ اشاعت بھی ہوگی اور عامتہ المسلمین کا یہ متفقہ سن قرار پاجائے گا۔ اس مصلحت کی وجہ سے بالاتفاق ابتداء ماہ محرم سے متعین ہوگئی۔

اس فیصلے کے بعد سن ہجری اڑسٹھ روز پیچھے ہٹ گیا۔ کیونکہ واقعہ ہجرت مقدسہ ۸؍ربیع الاوّل کو پیش آیا تھا اور ابتداء سال ہوتی ہے یکم؍محرم الحرام سے اور یہ مہینے رفتار قمر کے مطابق ہیں۔ اس لئے ان میں رات کو دن پر تقدم حاصل ہے۔ کیونکہ ہلال کا ظہور شب میں ہوتا ہے اور شمسی حساب میں دن کو رات پر تقدم ہے۔ کیونکہ اس میں رفتار شمس ملحوظ ہوتی ہے۔ جس کا مظہر دن ہے۔ فاروق اعظمؓ کی یہ مجلس مشاورت چہار شنبہ ۲۰؍جمادی الاوّل ۱۸ھ میں ہوئی۔ گویا واقعہ ہجرت کے اٹھارہ سال اٹھارہ دن کے بعد سن ہجری کا عمل میں آیا۔

آج بحمد اللہ ۱۴۳۵ سال کے بعد بھی یہ سن زندہ ومروج ہے اور دنیا کے مشہور سنین میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ اگرچہ ملت اسلامیہ کی کچھ عرصہ سے روایات کشی خود ایک مستقل روایت بن گئی ہے۔ جس کی رو سے سن ہجری بھی مامون نہیں۔ لیکن اس کے باوجود اگر کروڑوں افراد اپنی اسلامی روایات کے بقاء وتحفظ سے مجرمانہ غفلت برت رہے ہیں تو وہ ارباب خیر بھی الحمدللہ اسی تعداد میں موجود ہیں جو شعائر اسلامی کے تحفظ کا بیڑہ اٹھائے ہوئے ہیں۔

عظمت ماہ محرم الحرام

ابن ابی عبداللہ

محرم ...... میں زمین وآسمان کی پیدائش ہوئی۔

محرم ...... میں حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت اور توبہ قبول ہوئی۔

محرم ...... میں حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو طوفان سے نجات ملی۔

محرم ...... میں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آتش نمرود گل وگلزار بنی۔

محرم ...... میں حضرت موسیٰ کو مع قوم فرعون سے نجات ملی اور فرعون وآل فرعون غرق آب ہوئے۔

محرم ...... میں حضرت یوسف علیہ السلام کو قید سے رہا کر کے خزانہ مصر میں مقرر کیا گیا۔

محرم ...... میں حضرت یعقوب علیہ السلام کو بینائی لوٹائی گئی۔

محرم ...... میں حضرت ایوب علیہ السلام کو امراض مہلکہ سے شفا ملی۔

محرم ...... میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور اسی ماہ رفع آسمانی ہوا۔

محرم ...... میں حضرت یونس علیہ السلام کو شکم ماہی سے نجات ملی۔

محرم ...... میں ہادی برحق ﷺ نے مدینہ منورہ کی آزاد مملکت میں توحید الٰہی، انسانی وحدت اور اخوت ومساوات پر مبنی معاشرہ کی تشکیل کی۔

محرم ...... میں حضرت حسینؓ سبائی کوفی کی سازش سے شہید ہوئے۔

محرم ...... میں حضرت عمر بن الخطابؓ عجمی سازش میں شہید کردیئے گئے۔ (ابن ابی عبداللہ)

ختم نبوت کانفرنس شیخوپورہ

۱۳؍ستمبر بروز اتوار بعد نماز مغرب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام شیخوپورہ میں ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی۔ صدارت مولانا ناصر الدین خاکوانی مدظلہ نے فرمائی۔ آغاز مولانا قاری ظہور الحق کی افتتاحی دعا سے ہوا۔ نقابت کے فرائض مولانا خالد عابد نے سرانجام دیئے۔ مولانا سعید وقار، مولانا حافظ سعید احمد، مولانا عزیز الرحمن ثانی، قاری علیم الدین شاکر، مولانا نور محمد ہزاروی، جناب امجد نذیر بٹ، ملک اسلم بلوچ، مولانا امتیاز احمد کشمیری، مولانا مشرف، مولانا عالم طارق، مولانا شاہ نواز فاروقی، مولانا امجد خان، مولانا حافظ محمد قاسم، مولانا اللہ وسایا، مولانا ریاض احمد وٹو، جناب شمس الدین نے بیانات فرمائے۔ مولانا ریاض احمد مبلغ شیخوپورہ نے آخر میں قرارداد یں پیش کیں اور حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کی۔ کانفرنس مفتی کفایت اللہ کی رقت آمیز دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔

قائداعظم کا پاکستان

قسط نمبر:1

شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق مدظلہ

آجکل ایک جماعت مغرب اور روس سے متاثر ہے وہ اس ملک کو سیکولر ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہے اور نظریہ پاکستان اسلام کی نفی کر رہی ہے۔ امریکہ، برطانیہ، روس، انڈیا اور غیر مسلم حکومتیں اس کوشش میں ہیں کہ پاکستان سے نظریہ اسلام ختم کیا جائے۔ مذہب سے آزاد حکومت قائم ہو۔ نوجوان مرد و زن کو کسی مذہب کا پابند نہ کیا جائے۔ مغربی، آوارگی، فحاشی، عریانی اور بے راہ روی کو عام کیا جائے۔ اس پر ضروری ہوا کہ عوام کو نظریہ پاکستان سے روشناس کرایا جائے اور قائداعظم کا پاکستان کیا تھا؟ اس کی حقیقت ظاہر کی جائے۔

نظریہ پاکستان...... قیام پاکستام کا محرک دو قومی نظریہ تھا

دو قومی نظریہ کا مطلب :...... برصغیر میں ایک قوم آباد نہیں۔ بلکہ ہندو، مسلمان یعنی مسلم اور غیر مسلم دونوں قومیں آباد ہیں جو بالکل جداگانہ تشخص کی حامل ہیں۔ ان کی پیدائش، وفات، شادی بیاہ، کھانا پینا اور لباس جدا جدا ہیں۔ یہاں تک کہ دونوں کے مقتداء یکسر مختلف ہیں۔ لہٰذا لیڈر بانی پاکستان نے مطالبہ کیا کہ مسلمانوں کے لئے ایک خطہ زمین ہو جس میں وہ انفرادی، اجتماعی زندگی گزار سکیں۔

پاکستان کی اول تجویز

تجویز حضرت تھانویؒ :...... دل یوں چاہتا ہے کہ ایک خطہ پر اسلامی حکومت قائم ہو، بیت المال ہو، نظام زکوٰۃ رائج ہو، شرعی عدالتیں قائم ہوں، دوسری قوموں سے مل کر یہ نتائج کب حاصل ہو سکتے ہیں؟ اس مقصد کے لئے صرف مسلمانوں کی جماعت ہونی چاہیے اور اسی جماعت کو یہ کوشش کرنی چاہیے۔ (سیرت اشرف ص۵۰)

علامہ اقبال مرحوم کی تائید

حالات بد سے بدتر ہو رہے تھے۔ انگریزوں کے ساتھ ہندو مل کر مسلم کش فسادات کر رہے تھے۔ ان حالات سے مجبور ہو کر علامہ اقبالؒ نے بھی ۲۹ دسمبر ۱۹۳۰ء کو قوم کو یہی مشورہ دیا جو جون ۱۹۲۸ء میں حضرت تھانویؒ نے دیا تھا۔ چنانچہ علامہ مرحوم نے فرمایا کہ میں ہندوستان اور اسلام کی فلاح و بہبود کے لئے ایک منظم اسلامی ریاست کا مطالبہ کر رہا ہوں۔ کیونکہ یہ امر کسی طرح مناسب نہیں کہ مختلف ملتوں کے وجود کا خیال کیے بغیر ہندوستان میں مغربی جمہوریت کا نفاذ کیا جائے۔ لہٰذا مسلمانوں کا مطالبہ کہ ہندوستان میں ایک اسلامی ہندوستان قائم کیا جائے بالکل حق بجانب ہے۔ (خطبہ صدارت الٰہ آباد) گویا کہ مجدد وقت کی غیبی تائید اس دور کے عظیم شاعر مشرق علامہ اقبالؒ نے بھی کر دی۔ چنانچہ حکیم اختر مرحوم فرماتے ہیں: میرے سامنے آل انڈیا مسلم لیگ کا سب سے بڑا اجتماع ہوا جس میں میں نے خود شرکت کی تھی اور اس میں یہ قرارداد پاس ہوئی کہ مسلمانوں کے لیے الگ خطہ بنانا چاہیے۔

اس کے بعد اعظم گڑھ میں مسلم لیگ کا سب سے بڑا اجتماع ہوا جس میں آل انڈیا مسلم لیگ کے تمام بڑے بڑے لوگ شامل ہوئے۔ مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا ظفر احمد عثمانی، مولانا حسرت موہانی، نواب زادہ لیاقت علی خانؒ، مسٹر جناح بھی موجود تھے۔ مسلمانوں کے لیے الگ خطہ پر تقاریر کی گئیں۔

مولانا محمد علیؒ جوہر کا استعفیٰ

سیاست کے احوال اس وقت بدلے جب گاندھی نے مسلمانوں کی پرواہ کیے بغیر سول نافرمانی شروع کردی۔ مسلمانوں کی غیرت نے جوش کھایا۔ اوائل ۱۹۳۰ء میں جب گاندھی نے مسلمانوں کی ضرورت محسوس نہ کی تو ۱۹۳۰ء کے اواخر میں مولانا محمد علیؒ جوہر نے گاندھی کا چیلنج منظور کرتے ہوئے کانگریس سے علیحدگی اختیار کرلی اور فرمایا کہ: اگر تمہیں ہماری ضرورت نہیں تو ہم بھی آپ کے ساتھ ملنے کو تیار نہیں۔ آپ اپنے گھر خوش رہیں ہمیں ہمارا حصہ تقسیم کردیں۔ ہم دونوں آزادی کے ساتھ علیحدہ علیحدہ آزاد زندگی بسر کرسکیں۔ ان حالات کے پیش نظر علامہ اقبال مرحوم نے قائد اعظم کو ۱۹۳۴ء میں لکھا کہ صدر کانگریس (جواہر لال نہرو) نے مسلمانوں کے وجود سے صریحاً انکار کردیا ہے۔ اب ان حالات کے تحت ہندوستان میں قیام کی واحد راہ یہی ہے کہ: ’’نسلی، مذہبی، لسانی مماثلت کے لحاظ سے ہندوستان کی تقسیم کی جائے۔ مجھے یاد ہے کہ انگلستان سے واپسی سے قبل لارڈ لوتھین نے مجھ سے کہا تھا کہ تمہاری اسکیم پاکستان ہی ہندوستان کے درد کا واحد درمان ہے۔

تحریک پاکستان کے اسباب

تحریک پاکستان کے متعدد اسباب بیان کیے جاتے ہیں: ۱...... انگریز اپنے زمانہ اقتدار میں ہندوؤں کو ساتھ ملاکر مسلمانوں کا قتل عام کرتا تھا۔ ۲...... انگریز جاتے ہوئے مسلمانوں کو تقسیم کرکے جارہا تھا۔ تاکہ مسلمانوں کی قوت یکساں نہ ہوجائے۔ ۳...... ہندو ذہنیت مسلمانوں کو ہندوستان سے ختم کرنے کی تھی۔ ۴...... ایک ہندو بھی ہندوستان کے طول وعرض میں ایسا نہیں ہے جو ایک دن اپنی سرزمین کو گاؤکشی سے آزاد کرانے کی امید نہ رکھتا ہو۔ عیسائی اور مسلمانوں کو بزور شمشیر بھی گاؤکشی چھوڑنے پر مجبور کرتے۔ (کلکتہ ۹مارچ ۱۹۱۸ء) ۵...... اسلام کو مٹانے کی نہرو سازش: خود لکھتا ہے: جس چیز کو مذہب یا منظم مذہب (جیسا کہ اسلام ہے) کہتے ہیں اس ہندوستان میں دوسری جگہ دیکھ کر میرا دل غم زدہ ہوگیا ہے۔ میں اگر مذہب سے محبت کرتا ہوں تو اسے یکسر مٹادینے کا آرزومند ہوں۔ (میری کہانی از پنڈت نہرو)

آریوں کی اسلام دشمنی

ڈاکٹر مکر جی لکھتے ہیں: آریوں کو یوں چاہئے کہ ہندوستان میں ایک بھی مسلمان نہ رہے۔ (رسالہ آریہ سماج ص۸)

مہاتما گاندھی کا اعزاز

لفظ مہاتما کے استعمال کی سرکاری طور پر پابندی ہونی چاہیے۔ صبح گاندھی جی کی پوجا کا اہتمام ہونا چاہیے۔ ہر کاغذ پر گاندھی جی کے نام سے پہلے مہاتما لکھا جائے جو خلاف ورزی کرے ایک ہزار روپیہ جرمانہ، تین سال قید کی

سزا دی جائے۔ گاندھی جی کے علاوہ جو اپنے نام کے ساتھ مہاتما لکھے گا اسے عمر قید یا عبور دریائے شور کی سزا دی جائے۔ (سروش بمبئی جولائی ۱۹۳۹ء)

تعلیم:......۱۴ اپریل ۱۹۰۰ء پنجاب کے سکولوں سے فارسی خارج کر دی گئی اور اردو کے ساتھ ہندی بھی دفتری زبان کر دی گئی۔ ۱۸/ اپریل ۱۹۰۰ء کو گورنر سر انتونی نے حکم جاری کیا کہ یوپی میں اردو اور ہندو دونوں زبانیں دفتروں اور عدالتوں میں استعمال کی جائیں جس کی وجہ سے مسلمانوں پر ملازمت کے دروازے بند ہو گئے۔ ہندوستانی بچوں کے لیے مشترکہ تعلیم کی اسکیم بھی مرتب کی گئی۔ اسکول کو ودیا مندر کا نام دیا گیا جس میں مخلوط تعلیم، مصوری، بندے ماترم کا ترانہ لازمی قرار دیا گیا جو اسلام کے مخالف تھا۔

متحدہ قومیت

گاندھی جی کا نسخہ متحدہ قومیت کے لیے:...... ''آج مسلمانوں کی تہذیب الگ ہے اور ہندوؤں کی الگ۔ ان دو تہذیبوں کے امتزاج سے متحدہ قومیت کی تہذیب مرتب ہو گی۔''

پنڈت نہرو نے خطبہ صدارت میں کہا

ایسے لوگ بھی زندہ ہیں جو ہندوستان کا ذکر اس طور پر کرتے ہیں گویا دو ملتوں، دو قوموں کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں۔ جدید دنیا میں اس دقیانوسی خیال کی گنجائش نہیں۔ (آل انڈیا کنونشن مارچ ۱۹۳۷ء)

کانگریس پارٹی کے لیڈر مسٹر سیتا مورلی کا بیان

میں چاہتا ہوں کہ ایوان اپنے اندر قومیت کا جذبہ پیدا کرے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اول و آخر ہندوستانی ہیں۔ یہ اس وقت ہو سکے گا جب ہندو آہستہ آہستہ بھول جائیں کہ وہ ہندو ہیں اور مسلمان بھول جائیں کہ وہ مسلمان ہیں۔ (ہندوستان ٹائمز ۲۳ فروری ۱۹۳۹ء)

تحریک پاکستان کا پس منظر

جب انگریز نے ملک چھوڑنے کا ارادہ کیا تو اس وقت تین جماعتیں تھیں۔ کانگریس۔ جمعیت العلماء ہند۔ مسلم لیگ مع جمعیت الاسلام۔

آزادی کے بعد کیسے رہنا ہے تینوں جماعتیں اپنے اپنے فارمولے دے رہی تھیں۔ کانگریس کی طرف سے نہرو رپورٹ کے نام سے یہ فارمولا شائع ہوا جس میں ہندو کو بالادستی دی گئی تھی۔ جمعیت العلماء ہند کی طرف سے جو فارمولا پیش کیا گیا اس میں ہندوؤں اور مسلمانوں کو برابر کی نمائندگی دی گئی تھی اور اس کے مطابق حکومت قائم بھی ہو گئی تھی۔ نواب زادہ لیاقت علی خان اس کے وزیر خزانہ تھے۔ لیکن دونوں طرف سے فرقہ پرستی میں شدت پسندی کی وجہ سے حکومت ختم کر دی گئی۔ مسلم لیگ دو قومی نظریہ کے مطابق تقسیم چاہتی تھی۔ مسلمانوں کی اکثریت نے اس نظریہ کو قبول کیا اور تحریک پاکستان زوروں سے شروع ہو گئی۔ گلی گلی کوچہ کوچہ مسلم لیگ کے حق میں جلوس نکلتے تھے

اور ایک ہی نعرہ لگتا تھا پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ۔ مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ۔ تاحدِ نظر جلوس یہ نعرہ لگاتا تھا پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ۔ بازاروں گلیوں اور کوچوں میں لا الٰہ الا اللہ کی آواز گونجتی تھی۔ تقسیم کے نظریہ کو پروان چڑھانے کے لئے ہندو مسلم فسادات کرائے گئے جس کا مطلب یہ ہوا کہ ہندو مسلم اکٹھے نہیں رہ سکتے جس کا کچھ نتیجہ ہم نے پاکستان بنتے وقت دیکھا تھا۔

پاکستان کے لئے جب ہندوستان تقسیم کیا گیا تو ہندو اور سکھ، مسلمانوں کو لوٹنے، مارنے اور لڑکیوں کو اغوا کرنے لگ گئے اور محتاط اندازے کے مطابق دس لاکھ مسلمانوں کو ہندوؤں اور سکھوں نے قتل کیا اور پچاس ہزار لڑکیاں اغوا کر کے لے گئے۔ ہندوؤں نے منصوبہ کے تحت جو مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ اس کو منشی عبدالرحمن مرحوم نے (''پاکستان کی قیمت'' نامی کتاب میں سن وار اور تاریخ وار) نقل کیا ہے۔ جس کو پڑھ کر کوئی مسلمان ہندوؤں کو خیر خواہ نہیں سمجھ سکتا۔ ۱۴ راگست ۲۰۱۳ء کو نوائے وقت میں مضمون شائع ہوا جس کا عنوان تھا ''ہم نے پاکستان بنتے دیکھا'' اور اس مضمون کے تحت لوگوں کے تأثرات نقل کئے گئے:

۱...... فاطمہ صغریٰ: بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ وہ پاکستان نہیں ہے جس کے لئے قائداعظم اور اس کے دور کے لوگوں نے قربانیاں دیں۔ تحریک پاکستان کی جدوجہد اپنے بچوں، بہنوں، بیٹیوں اور بزرگوں کی قربانیوں کے زخم ہر سال ۱۴ راگست کو تازہ ہو جاتے ہیں۔ اب اس ملک کو ایک اور قائداعظم کی ضرورت ہے۔

۲...... بیگم ایم خورشید: آزاد وطن کے لئے خون کی ندیاں بہہ گئیں۔ آبادی کا اتنا بڑا تبادلہ تاریخ میں کبھی نہیں ہوا۔ خاندان ایک دوسرے سے الگ ہو گئے۔ آباؤ اجداد چھوٹ گئے۔

۳...... کرنل امجد حسین: انڈیا سے کئی لوگوں سے بھرے ٹرک آتے جسے ہم گڑھوں میں دباتے۔

۴...... سید مشکور حسین: میرے آنکھوں کے سامنے میرے گھر والوں کو ہندوؤں نے خون میں لت پت کیا اور گھر کو آگ لگادی۔

۵...... اقبال احمد مغل: راستے میں ہم نے کئی خونی مناظر دیکھے جس کو سوچ کر اب بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کو نیزوں میں پرو کر ناچنے والے ہندو، سکھ مجھے کیسے بھول سکتے ہیں؟ ہمیں لاٹھیوں سے مارنے کے فوراً بعد ہندو حملہ آوروں نے مٹی کا تیل، جلانے والی گیس ڈال کر مکانوں کو اور لاشوں کو آگ لگادی۔

۶...... ابوالفاروق جالندھری: وہ دن کتنے سنگین تھے جب سکھ کرپانوں سے حملہ آور ہوتے اور مسلمانوں کو چاقو کی اجازت نہ تھی۔ میرے ماموں سکھوں کے علاقے میں رہتے تھے۔ سارے خاندان کو قتل کر کے گھروں کو لوٹ لیا۔ وہ کتنی دہشت ناک گھڑیاں تھیں جب سکھ درندوں سے عصمت بچانے کے لئے معصوم بچیوں نے کنوؤں میں چھلانگ لگادی۔

کلیجہ پھٹتا ہے جب سنتے تھے کہ مسلمانوں کی پچاس ہزار بیٹیاں سکھ اٹھا کر لے گئے۔ حیرت ہوتی ہے جب ہمارے سربراہ اس قوم کو پسندیدہ قرار دینے کی باتیں کرتے ہیں۔ جس قوم کو ناپسندیدہ قرار دے کر ملک کو تقسیم کیا۔ آج وہ پسندیدہ کیسے بن گئے۔ الحذر الحذر الحذر!

قائداعظم کا پاکستان

قائداعظم پر آج کل الزام لگایا جارہا ہے کہ وہ سیکولر نظام کے حامی تھے۔ ۶۵ سال گزرنے کے بعد نظریہ پاکستان میں شکوک وشبہات ڈالے جارہے ہیں۔ یہ شکوک وشبہات انڈیا اور مغرب کی طرف سے درآمد ہورہے ہیں۔ کبھی اتحاد بین المذاہب کی تحریک، کبھی بین المذاہب ہم آہنگی کے نام پر اسلام کے تشخص (کہ اسلام ہی ناجی مذہب ہے) کو ختم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ آزاد خیال، روشن خیال ذہن مسلمان اس کی آبیاری کررہے ہیں۔ اس لئے ضروری ہوا کہ قائداعظم پاکستان کے متعلق کیا تصور رکھتے تھے، تحریر کیا جائے۔ تاکہ پاکستان کے نظریہ اسلام کو ختم کرنے کی کوشش کرنے والوں سے قارئین متاثر نہ ہوں اور شکوک ڈالنے والوں کو قائداعظم کا پاکستان پڑھا کران کے غلط نظریہ پر روکر سکیں۔ چنانچہ زیرنظر سطور میں قائداعظم کی تقاریر پاکستان بننے سے پہلے اور بعد کی تحریر کی جائیں گی جس سے قارئین کو قائداعظم کے نظریات کو سمجھنے میں آسانی ہوگی اور وہ روشن خیال ذہن سے متاثر نہ ہوگا۔

فرمودات قائداعظم

ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک قطعہ زمین حاصل کرنے کے لئے نہیں کیا تھا۔ بلکہ ہمارا مقصد ایک ایسی تجربہ گاہ کا حصول تھا جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو بروئے کار لاسکیں۔ اسلام نے ہمیں جمہوریت اور مساوات کی تعلیم دی ہے اور ہر شخص سے انصاف اور رواداری کا حکم دیا ہے۔ اسلامی ریاست کے تصور کا یہ امتیاز پیش نظر رہنا چاہئے کہ اس میں اطاعت اور وفاکیشی کا مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ لہٰذا قرآن حکیم کے احکام ہی معاشرت وسیاست میں ہماری آزادی کی وسعت وتحدید کا تعین کرسکتے ہیں۔ ہماری نجات کا واحد ذریعہ ان زریں اصولوں اور ضابطۂ حیات پر عمل کرنا ہے جو رسالت پناہ ﷺ نے ہمیں عطا کیا ہے۔ مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد نہ تو وطن ہے نہ نسل۔ بلکہ کلمہ توحید ہے۔ اسلام کے اصول عام زندگی میں آج بھی اسی طرح قابل عمل ہیں جس طرح تیرہ سوسال پہلے تھے۔ ہمیں اپنی پاک سرزمین میں اسلامی جمہوریت، اسلامی معاشرتی انصاف اور انسانی مساوات کے اصولوں کے احیاء اور فروغ کی پاسبانی کرنی ہے۔ ہمیں ایسے باایمان لوگوں کی ضرورت ہے جو حوصلہ اور عزم رکھتے ہوں اور اپنے عقائد کی خاطر نبرد آزما ہوسکتے ہوں۔

ہمیں دنیا کے سامنے ایک مثالی معاشرتی ومعاشی نظام پیش کرنا ہے جو انسانی مساوات اور سماجی انصاف کے سچے اسلامی تصورات پر قائم ہو۔ ایسا نظام پیش کر کے ہم اپنے فرض کی بجاآوری کریں گے اور انسانیت کو صحیح اور سچے امن کا پیغام دیں گے۔ ہمیں ضروری اور بنیادی نوعیت کی صنعتوں کو سرکاری تحویل میں لینا ہوگا اور یہی عمل عوامی ضروریات کے تحت بعض دوسرے شعبوں میں بھی کرنا پڑے گا۔ ایک عظیم تہذیب اور تاریخ کے وارث ہونے کی حیثیت سے ہمیں کسی قسم کا خوف نہیں ہونا چاہئے اور کام، کام اور کام کو اپنا شعار بنانا چاہئے کہ کامیابی ہمارا مقدر ہے۔ یہ سہ گانہ اصول پیش نظر رکھئے۔ ایمان، اتحاد، تنظیم۔ (بحوالہ ماہنامہ اوقاف فروری ۱۹۷۷ء ج ۱ شمارہ ۱) جاری ہے!

ایک ہفتہ ...... حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے دیس میں

قسط نمبر:10

مولانا اللہ وسایا

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر

بہادر شاہ ظفر کے مکان کے مین گیٹ پر آپ کھڑے ہوں تو آپ کے بائیں طرف ایک چبوترہ ہے۔ اس پر کئی قبریں ہیں۔ ان میں سے دو قبور پر میں قارئین کو بھی لے چلتا ہوں۔ ایک قبر مبارک حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور دوسری حضرت سحبان الہند مولانا احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب شیخ جمال یمنی سے جا کر ملتا ہے۔ یہ موتیوں کا کاروبار کرتے تھے۔ کشتی پر سوار تھے۔ طوفان آیا۔ کشتی ٹوٹ گئی۔ شیخ جمال ایک تختہ پر تھے۔ وہ ساحل سے آن لگا۔ بھوپال کے ایک تاجر انہیں بھوپال لائے۔ یہاں وہ آباد ہوئے۔ پھر بھوپال سے شاہجہان پور آ گئے۔ یہ مفتی کفایت اللہ کے مورث اعلیٰ بیان کئے جاتے ہیں۔ مفتی صاحب کے والد صاحب کا نام شیخ عنایت اللہ تھا۔ نہایت پرہیزگار انسان تھے۔ مفتی صاحب کے تین بھائی اور تھے۔ ایک قاری نعمت اللہ جو شاہجہان پور میں تدریس کرتے تھے۔ دوسرے بھائی سلامت اللہ جو شاہجہانپور میں تجارت کرتے تھے۔ تیسرے بھائی قدرت اللہ یہ قصور میں آ گئے تھے۔ کانگریس کمیٹی کے صدر تھے۔ آخری عمر میں فلور مل قصور میں لگائی تھی۔

مفتی صاحب ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۸۷۵ء میں پیدا ہوئے۔ ۵ سال کی عمر میں حافظ برکت اللہ کے مکتب شاہجہان پور میں تعلیم کا آغاز کیا۔ قرآن مجید اور فارسی اور عربی کی ابتدائی تعلیم شاہجہانپور کے مدارس میں حاصل کی۔ آپ کے ایک استاذ مولانا عبدالحق خان جو مولانا لطف اللہ علی گڑھی کے شاگرد تھے۔ وہ مفتی صاحب کی ذہانت کے باعث چاہتے تھے کہ آپ دارالعلوم دیوبند چلے جائیں۔ لیکن کم سنی کے باعث آپ کے والد نہ مانے۔ اس وقت مفتی صاحب کی عمر پندرہ سال تھی۔ بالآخر قریب میں مراد آباد مدرسہ شاہی میں والد صاحب نے تعلیم کے لئے بھجوا دیا۔ مدرسہ شاہی میں داخلہ ہو گیا۔ کھانا مدرسہ سے مل جاتا۔ باقی اخراجات کے لئے کپڑے کی ٹوپیاں سیتے۔ ان پر کروشیا سے بیل بوٹے بناتے اور نئی ٹوپی دو روپیہ پر نکال دیتے۔ اس سے گذر بسر ہو جاتی۔ کسی پر بوجھ نہ بنتے۔ اتنے ذہین تھے کہ سبق کے دوران ٹوپیوں کا کام بھی کرتے رہتے۔ تب بھی پوری کلاس میں اعلیٰ نمبروں پر کامیاب ہوتے۔ یہ ٹوپیاں آپ کی ہنرمندی میں کمال کی دلیل ہوتی تھیں۔ لوگ ہاتھوں ہاتھ خریدتے تھے۔ مدرسہ شاہی میں آپ نے دو سال پڑھا۔ ۱۳۱۲ھ میں دارالعلوم دیوبند داخلہ لیا۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ، مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالعلی رحمۃ اللہ علیہ میرٹھی ایسے نابغہ روزگار شخصیات سے آپ نے کسب فیض کیا۔ دارالعلوم دیوبند میں آپ نے تین سال پڑھا اور دورہ حدیث شریف مکمل کیا۔ ۱۳۱۵ھ میں بعمر ۲۲ سال آپ نے دارالعلوم سے فراغت حاصل کی۔ آپ نے اپنے استاذ مولانا عبیدالحق خان کے نئے قائم کردہ مدرسہ عین العلم شاہجہان پور میں پڑھانا شروع کر دیا اور استاذ

محترم کے اعتماد کے باعث اہتمام کی تقریباً تمام ذمہ داری بھی آپ پر تھی۔ تدریس کے ساتھ ساتھ افتاء کا کام بھی ساتھ تھا۔ یہاں عین العلم میں قیام کے دوران آپ نے ماہنامہ رسالہ ’’البرہان‘‘ شائع کرنا شروع کیا۔ حضرت مفتی مہدی حسن ؒ کے بڑے بھائی منشی سلطان حسن اس کے منیجر اور حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی ؒ اس کے ایڈیٹر تھے۔ یہ رسالہ صرف قادیانیت کی تردید کے لئے وقف تھا۔ آج اگر اس کی فائل مل جائے تو مکمل شائع کر دیا جائے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز! آج ۱۷؍مارچ ۲۰۱۴ء کو مولانا شاہ عالم گورکھپوری سے استدعا کی ہے کہ وہ فائل تلاش کر کے بھجوائیں۔ ۱۳۱۵ھ کے فائل کی ۱۴۳۵ھ میں تلاش۔ گویا ایک سو بیس سال بعد! ہے کوئی ہمارے ذوق دیوانگی کی انتہاء؟ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب ؒ جب عین العلم میں پڑھاتے تھے۔ تب حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن ؒ استاذ الفقہ والادب دیوبند، حضرت مفتی مہدی حسن ؒ، مفتی دارالعلوم دیوبند وہاں عین العلم میں پڑھتے تھے۔ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب ؒ تدریس کے علاوہ تبلیغ ومناظرہ میں بھی معروف رہے۔ اس زمانہ میں عیسائیوں سے کئی مناظرے ہوئے۔ ہر جگہ بعد از مناظرہ لوگوں کو یہ کہتے سنا جاتا کہ: ’’علماء نے اسلام کی لاج رکھ لی۔ وہ دبلا پتلا سوکھا سا مولوی تو شیر کی طرح جب غراتا تھا تو پادری کو پسینہ آجاتا تھا۔‘‘ یہ کمزور مولوی حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ تھے۔ اسی زمانہ میں یہاں عیسائیوں کے ساتھ قادیانیوں نے بھی اسلام اور مسلمانوں کو نشانہ بنایا۔ حضرت مفتی صاحب کی للکار ویلغار نے انہیں دم بخود کرایا۔ مدرسہ عین العلم شاہجہان پور میں تدریس کے دوران آپ کا پہلا عقد ہوا۔ اس اہلیہ سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہوئے جو بچپن میں ہی ذخیرہ آخرت ہوگئے۔ بعد میں اہلیہ کا بھی وصال ہوگیا۔ اس کے بعد دوسرا عقد کیا۔ اس سے آپ کی وفات کے وقت دولڑکے اور دولڑکیاں حیات تھیں۔

دہلی آمد

حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب ؒ کے رفیق خاص مولانا امین الدین صاحب ؒ نے سنہری مسجد چاندنی چوک دہلی میں مدرسہ امینیہ کی بنیاد رکھی۔ اس کے پہلے صدر مدرس حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری ؒ تھے۔ ۱۳۲۱ھ شوال کے مہینہ سے حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب ؒ یہاں تشریف لائے۔ اس زمانہ میں والد صاحب کے حکم پر حضرت کشمیری ؒ، اپنے وطن کشمیر جاچکے تھے۔ اب حضرت مفتی کفایت اللہ، صدر مدرس، مفتی اور منتظم ہوگئے۔ گویا مدرسہ امینیہ کے بہت سارے امور آپ سے وابستہ تھے۔ اس زمانہ میں صرف مدرسہ امینیہ نہیں تمام مدارس میں اصلاح نصاب، نظام تعلیم اور نظام امتحان کو یکساں طور پر لاگو کرنے کے لئے آپ نے محنت فرمائی۔ یوں سمجھئے کہ آج پاکستان میں ’’وفاق المدارس العربیہ‘‘ کا تمام نظام مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کی سوچ کا مرہون منت یا اس کا آئینہ دار ہے۔ جب آپ دہلی تشریف لائے تب جنگ بلقان شروع ہوگئی تو ترکی کے مسلمانوں کی مدد کے لئے جہاں آپ نے فتویٰ جاری کئے۔ وہاں فنڈ بھی اکٹھا کر کے ان کو بھجوایا۔ ضرورت محسوس ہوئی کہ ہند سے دو بڑے طبقے مسلمان اور ہندو باہم متحد ہو کر تحریک آزادی کو مؤثر بنائیں۔ اس کے لئے مسلم لیگ نے میثاق لکھنؤ منظور کیا۔ اس وقت جمعیت علماء ہند نہ بنی تھی۔ اس میثاق لکھنؤ میں مسلمانوں کے نکتہ سے خامیاں تھیں۔ تب مفتی صاحب نے شرعی نقطہ نظر سے ان خامیوں کی نشاندہی کر کے اسلامیان ہند کی رہنمائی اور خدمت کا

فریضہ سرانجام دیا۔ اس پر حضرت شیخ الہندؒ کو بہت خوشی ہوئی اور مفتی کفایت اللہؒ کے دماغ نکتہ رس کی تصویب فرمائی۔ چنانچہ اس موقعہ پر حضرت شیخ الہندؒ نے اپنے رفقاء سے فرمایا: ''بیشک تم لوگ سیاستدان ہو۔ لیکن مفتی کفایت اللہ سیاست ساز ہے۔'' یہ ۱۹۱۵ء، ۱۹۱۶ء کی بات ہے۔ صرف حضرت شیخ الہندؒ کو حضرت مفتی صاحب سے تعلق خاطر نہ تھا۔ ادھر مفتی صاحب بھی اپنے استاذ پر فدا تھے۔ جس کا مظہر آپ کا قصیدہ روضۃ الریاحین ہے۔ جس کا ایک ایک شعر اپنے استاذ کے لئے عقیدت ومحبت کا سمندر اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔

حضرت مفتی صاحب میدان سیاست میں

۱۸ راگست ۱۹۱۷ء کو ملکۂ معظم برطانیہ نے ہندوستانیوں کو حکومت خودمختاری دینے کا اعلان کیا۔ وزیر ہند برطانیہ سے ہندوستان آئے۔ مسلم لیگ اور کانگریس نے متحدہ سمجھوتہ میثاق لکھنؤ پیش کیا۔ دسمبر ۱۹۱۸ء کو مسلم لیگ کا گیارھواں اجلاس شیر بنگال مولوی افضل حق کی صدارت میں دہلی میں منعقد ہوا۔ جس میں مولانا مفتی کفایت اللہؒ، مولانا احمد سعید دہلویؒ، مولانا عبدالباریؒ فرنگی محلی، مولانا آزاد سبحانیؒ، مولانا میر ابراہیم سیالکوٹیؒ، مولانا عبداللطیف دہلویؒ، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ شریک ہوئے۔ اس اجلاس میں صدر اجلاس نے علماء کی شرکت کا بطور خاص شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد ۱۹۱۹ء کو خلافت کمیٹی کے اجلاس دہلی میں حضرت مفتی صاحب نے برطانیہ کے جشن صلح کے بائیکاٹ کی قرارداد منظور کرائی۔ اسی اجتماع کے موقعہ پر علماء کرام مولانا مفتی کفایت اللہؒ، مولانا عبدالباریؒ، مولانا احمد سعید دہلویؒ، مولانا محمد سجاد، مولانا منیر الزمان اور دیگر حضرات کل پچیس حضرات نے طے کیا کہ ۱۹۱۹ء میں مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ انتظام کریں گے۔ مولانا عبدالباری فرنگی محلی کی زیر صدارت اجلاس امرتسر میں ہوگا۔ چنانچہ اجلاس ہوا۔ جمعیت علماء ہند مولانا مفتی کفایت اللہؒ صدر اور مولانا احمد سعیدؒ ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے۔ مدرسہ امینیہ دہلی میں مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کا حجرہ جمعیت علماء ہند کا دفتر قرار پایا۔ اسی سال ۱۹۱۹ء کے آخر میں کانگریس اور مسلم لیگ کے جہاں اجلاس امرتسر میں ہوئے۔ جمعیت علماء ہند کا دوسرا اجلاس بھی امرتسر میں ہوا۔ جس میں ستر، اسی علماء کرام شریک اجلاس ہوئے۔ اس کی صدارت بھی حضرت مولانا عبدالباری نے کی۔ اس اجلاس میں جمعیت علماء ہند کا حضرت مفتی کفایت اللہ نے آئین منظور کرایا۔ کانگریس کے پنڈال میں خلافت کمیٹی کا بھی اجلاس ہوا۔ جس میں رہائی کے بعد مولانا محمد علی جوہرؒ اور مولانا شوکت علیؒ بھی بطور خاص شریک ہوئے اور یہیں گاندھی جی سے ان کی پہلی ملاقات ہوئی۔ جمعیت علماء ہند کے اس دوسرے اجلاس میں حضرت شیخ الہندؒ کو جمعیت علماء ہند کا سربراہ تسلیم کیا گیا۔ حضرت مفتی کفایت اللہؒ آپ کے نائب کے طور پر کام کرتے تھے۔ کان پور، مرادآباد، جون پور، دہلی، گیاہ۔ امروہہ میں بھی جمعیت علماء ہند کے سالانہ اجلاس ہوئے۔ حکیم اجمل خان مسیح الملک نے اس میں ایک اجلاس کی صدارت اور خطاب کیا۔ ۱۹۳۰ء میں جمعیت علماء ہند کا پشاور میں اجلاس ہوا۔ جس میں ولایتی کپڑے کے بائیکاٹ اور بازار قصہ خوانی میں حکومت انگریز کی فائرنگ پر اظہار نفرت کی قرارداد منظور ہوئی۔ یہاں جو تحقیقات فائرنگ قصہ خوانی بازار پشاور کے لئے تحقیقاتی کمیٹی جسے پٹیل کمیٹی کہا گیا۔ اس میں جمعیت علماء ہند کی نمائندگی حضرت مفتی کفایت اللہ نے فرمائی۔

شدھی کی تحریک اور حضرت مفتی صاحب

۱۹۲۲ء میں تحریک خلافت کے خاتمہ کے بعد سوامی شردھانند نے شدھی کی تحریک چلائی۔ مسلمانوں کو مرتد بنا کر ہندو بنانے لگے۔ تب حضرت مفتی صاحب مسلمانوں کے مفاد اور اسلام کی نمائندگی کے لئے میدان میں آئے۔ مولانا محمد عرفان ایڈیٹر الجمیعۃ اور مولانا وحید حسن ٹونکی اور خود پورے ملک میں جہاں شدھی کی تحریک تھی ایک طوفانی دورہ کیا اور مسلمانوں کو ارتداد سے بچانے کے لئے سد سکندری کا قدرت نے ان حضرات سے کام لیا۔ شدھی تحریک کی وجہ سے ہندو مسلم فسادات ہوئے۔ یہی انگریز چاہتا تھا۔ گاندھی جی نے ستمبر ۱۹۲۴ء میں ۲۱ روز کا مرن برت شروع کیا۔ ۲۶ ر ستمبر ۱۹۲۴ء کو تمام فرقوں کی اتحاد کانفرنس بھی ہوئی۔ اس میں پنڈت مدن مالوی نے مسلمانوں سے کہا کہ آپ اپنے آئین اسلام سے ارتداد کی سزا اور تبلیغ کو نکال دیں۔ اس شدید تناؤ کے ماحول میں اکیلے حضرت مفتی صاحب کی ذات تھی جنہوں نے ارتداد کے مسئلہ کی وضاحت اور تبلیغ اسلام کے احکام بیان کئے اور اسلام کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ کیا۔ جس سے پورا اجلاس جھوم جھوم اٹھا۔ اس مسئلہ ارتداد پر کفایت المفتی ج ۹ ص ۳۴۳ تا ۳۶۱ پر بحث ہے اور ڈیرہ غازی خان میں قادیانی عبادت گاہ کے ایک کیس کے سلسلہ میں حضرت مفتی صاحب کے بیانات کی تفصیل کفایت المفتی میں دیکھی جا سکتی ہے۔ ۱۹۲۵ء میں جو وفد حجاز مقدس بھیجا گیا۔ اس جمعیت علماء ہند کے وفد میں حضرت مفتی کفایت اللہ صدر وفد بھی شریک تھے۔ اس میں خلافت کمیٹی کے وفد کی صدارت مولانا سید سلیمان ندوی نے فرمائی۔ مؤتمر عالم اسلامی کی سبجیکٹ کمیٹی میں مولانا مفتی کفایت اللہ اور مفتی اعظم فلسطین امین الحسینی کے علاوہ اور حضرات بھی شامل تھے۔

۱۹۳۰ء میں ہندوستان میں سول نافرمانی کی تحریک میں حضرت مفتی صاحب بھی گرفتار ہوئے۔ آپ کو چھ ماہ کی سزا ہوئی۔ پہلے دہلی پھر گجرات جیل منتقل ہوئے۔ خان عبدالغفار خان، مولانا ظفر علی خان، ڈاکٹر انصاری، مولانا نورالدین لائل پوری، مولانا احمد سعید دہلوی، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی ایسے رہنماؤں کے ساتھ آپ نے جیل کاٹی۔ دوسری گول میز کانفرنس دسمبر ۱۹۳۱ء کی ناکامی کے بعد سول نافرمانی کی تحریک کا اعلان ہوا۔ ۱۱ ر مارچ ۱۹۳۲ء کو جمعیت علماء کا جلسہ وجلوس ہوا۔ مفتی صاحب پہلے ڈکٹیٹر مقرر ہوئے اور دوسری بار گرفتار ہوئے۔ ایک لاکھ آدمی کے اس جلوس کی قیادت مفتی صاحب نے فرمائی۔ اس میں آپ کو اٹھارہ ماہ کی قید بامشقت ہوئی۔ یہ قید آپ نے ملتان کی سنٹرل جیل میں گزاری۔ مولانا احمد سعید ؒ، سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ، مولانا حبیب الرحمٰن ؒ، مولانا داؤد غزنوی ؒ، شیر جنگ ؒ، ڈاکٹر انصاری ؒ اور دیگر رہنماؤں کے ساتھ کاٹی۔ جیل میں متعدد حضرات نے آپ سے دینی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے متعدد کتب پڑھائیں۔ جیل میں قیدیوں کے پھٹے پرانے کپڑے دیکھتے۔ فرماتے: لاؤ تمہارے کپڑے درست کردوں۔ ان پھٹے کپڑوں کو سی دیتے تھے۔ کیا اجلی سیرت کے عالم دین تھے۔ فلسطین یہودیوں کو دینے کی انگریز نے سازش کی۔ تقسیم فلسطین کا فارمولا آیا تو جمعیت علماء ہند نے مجلس تحفظ فلسطین قائم کی۔ ۶ ر اگست ۱۹۳۸ء کو یوم فلسطین منایا۔ جمعیت کا وفد فلسطین گیا۔ ۷ ر اکتوبر ۱۹۳۸ء کو قاہرہ میں فلسطین کانفرنس میں جمعیت علماء ہند کی حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ ؒ، مولانا عبدالحق مدنی ؒ اور مولانا سید محمد یوسف بنوری ؒ نے نمائندگی کی۔

حضرت شیخ بنوری ؒ نے اس کی رپورٹ میں تحریر فرمایا کہ ’’قاہرہ میں مفتی صاحب کا اتنا بھرپور استقبال ہوا کہ اتنا کسی وفد کا استقبال نہیں ہوا۔‘‘ فرماتے ہیں کہ ’’مارے خوشی کے ہمارے دل اچھل اور سر فخر سے بلند ہوگئے۔‘‘ اس موقعہ پر علماء مصر سے فوٹو کے عدم جواز پر آپ کا ایک نجی مجلس میں تبادلہ خیال بھی ہوا۔ مدرسہ امینیہ دہلی میں مفتی صاحب ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۹۰۳ء کو تشریف لائے تھے۔ سنہری مسجد چاندنی چوک کی جگہ تھوڑی تھی۔ چنانچہ مسجد پانی پتیاں کشمیری دروازہ کی زمین متولی حضرات سے مدرسہ امینیہ کے لئے حاصل کرکے ۱۹۱۵ء میں تعمیر کا آغاز کیا۔ ۱۹۱۸ء میں مدرسہ امینیہ اس تعمیر نو میں منتقل ہوگیا۔ ۱۹۲۰ء میں مولانا امین الدین فوت ہوگئے تو شیخ الہند مالٹا کی رہائی سے واپسی پر شوال ۱۳۳۸ھ کو ایک بڑے جلسہ میں مولانا مفتی کفایت اللہ کو مدرسہ امینیہ کا مہتمم مقرر کیا۔ مسجد پانی پتیاں نواب لطف اللہ خاں صادق پانی پتی کی بنائی ہوئی تھی۔ جو آپ نے ۱۱۳۸ھ مطابق ۱۷۲۵ء میں بنائی تھی۔ دوسو سال گزرنے کے بعد بوسیدہ مسجد کو گرا کر حضرت مفتی صاحب نے ۱۳۵۳ھ میں نئے سرے سے دوبارہ تعمیر کیا۔ مدرسہ امینیہ سے (۱) مفتی عزیز الرحمٰن ؒ شیخ الادب دارالعلوم دیوبند۔ (۲) مولانا سید مہدی حسن ؒ مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند۔ (۳) مولانا احمد سعید دہلوی ؒ، ناظم اعلیٰ جمعیت علماء ہند۔ (۴) مولانا عبدالغنی پٹیالوی ؒ۔ (۵) مولانا سید محمد حسین ؒ بن حضرت پیر جماعت علی شاہ ؒ علی پوری۔ (۶) مفتی عبدالصمد ؒ کمرائی۔ (۷) مفتی تقی ؒ امنی۔ (۸) مولانا محمد شریف ؒ بہاولپوری صدر المبلغین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت۔ (۹) مولانا مفتی محمد شفیع ؒ ملتانی بانی ومہتمم جامعہ قاسم العلوم ملتان ایسے ہزاروں علماء نے فراغت حاصل کی۔ مفتی کفایت اللہ صاحب ؒ دارالعلوم دیوبند کی شوریٰ کے رکن رہے۔ مدرسہ امینیہ کی طرح مسجد ومدرسہ فتح پوری کی تعمیر وترقی میں آپ نے بھرپور کردار ادا کیا۔ آپ کا مشہور زمانہ کارنامہ آپ کی فتویٰ نویسی ہے۔ جس کی دلیل کفایت المفتی ہے۔

سفر آخرت

۳۱ر دسمبر ۱۹۵۲ء کو رات ساڑھے بجے وصال فرمایا۔ اگلے روز یکم رجنوری ۱۹۵۳ء آپ کے مکان سے چتلی قبر اور دریا گنج بازار تک سڑکیں بھر گئیں۔ صبح سے مردوں عورتوں نے علیحدہ علیحدہ باری باری لائنوں میں شرف دیدار حاصل کیا۔ ساڑھے بارہ بجے دن جنازہ اٹھایا گیا تو تمام بازار بند تھے۔ ہر جگہ غم وافسوس کا سماں تھا۔ کوچہ چیلاں سے جامع مسجد دہلی تک انسانوں کے ٹھٹھ ہی ٹھٹھ تھے۔ انسانوں کا سیل رواں تھا جو تھمنے کا نام نہ لیتا تھا۔ سوا ایک بجے پریڈ گراؤنڈ یعنی لال قلعہ اور جامع مسجد دہلی کے درمیان کا علاقہ میں جنازہ پہنچا۔ جنوری کا مہینہ ادھر بارش مگر اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے کی مقبولیت کا اس سے اندازہ فرمائیں کہ برابر رش بڑھ رہا تھا۔ جنازہ کی چارپائی سے لمبے لمبے بانس باندھے گئے۔ پھر بھی ہزاروں لوگ کندھا نہیں دے پائے۔ ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی ہر طبقہ کے لیڈر موجود تھے۔ جنازہ شیخ الاسلام حضرت مدنی ؒ نے پڑھانا تھا۔ مگر وہ بارش کے باعث لیٹ ہوگئے تو اب جنازہ مولانا احمد سعید دہلوی ؒ نے پڑھایا۔ ایک لاکھ آدمی نے جنازہ میں شرکت کی۔ دہلی دروازہ سے جنازہ کو رخصت کرتے وقت ڈیڑھ لاکھ کا مجمع ہوچکا تھا۔ مرد، عورتیں، جوان، بوڑھے سب مسجد کی سیڑھیوں، مکانوں کے چھتوں، بازار اور میدان میں محو دیدار تھے کہ یوں درویش، خادم قوم، اہل حق کے جنازے اٹھا کرتے ہیں۔ دہلی دروازہ سے

باہر بڑی ایمبولینس میں جنازہ رکھا گیا۔ دہلی دروازہ سے مہرولی، حضرت قطب الدین بختیار کاکی ؒ کا مزار جس کے متصل آپ کی تدفین ہونا تھی۔ جہاں قریب میں بہادر شاہ ظفر کے محل شاہی کا صدر دروازہ ہے۔ وہاں تک گیارہ میل کا سفر ہے۔ اب ایمبولینس کے چلتے ہی لوگ بھی بسوں، ویگنوں، اپنی سواریوں پر روانہ ہوئے۔ تدفین کی جگہ پر عصر کے بعد آپ کا جسد مبارک لایا گیا۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ، حضرت مولانا اعزاز علی ؒ، حضرت مولانا محمد ابراہیم ؒ بلیاوی، حضرت مولانا قاری محمد طیب ؒ صاحب بھی دیوبند سے یہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے آخری دیدار کیا اور آپ کو لحد میں اتار دیا گیا۔ جہاں آج فقیر راقم رفقاء سمیت کھڑا محو حیرت ہے کہ زمین کھا گئی آسمان کیسے کیسے!

حضرت مفتی صاحب ایسے حضرات کے لئے فقیر کے یہ چند صفحات لکھنے کی نسبت کو اللہ تعالیٰ قبول فرماکر ذخیرہ آخرت فرمائیں کہ صلحاء کی صحبت ونسبت یقیناً مغفرت کا باعث ہوگی۔ قارئین! مزار مبارک پر فقیر کی جو کیفیت قلب تھی اب اس تحریر کے وقت وہ عود کر آئی ہے۔ بس کرتا ہوں۔ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی کے ساتھ سحبان الہند حضرت احمد سعید دہلوی ؒ کا مزار مبارک ہے۔ جاری ہے!

اندرون سندھ بھی یوم تحفظ ختم نبوت جوش وخروش سے منایا گیا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اپیل پر پورے پاکستان کی طرح سکھر ڈویژن میں بھی یوم تحفظ ختم نبوت بھرپور جوش وجذبے سے منایا گیا۔ سکھر میں علماء کرام قاری جمیل احمد وقاری خلیل احمد، مولانا عبداللطیف اشرفی، مبلغ ختم نبوت مولانا محمد حسین ناصر، مولانا ابومحمد، مفتی محمد یاسین، مولانا شجاع الرحمن، مولانا مسعود افضل ہالیجوی، حافظ محمد زمان، مولانا محمد رمضان نعمانی، مولانا عبدالقدیر، مولانا عبداللہ مہاجر کی ودیگر، بنو عاقل میں مولانا خلیل الرحمن انڈھڑ، حافظ عبدالغفار، شیخ اسعدی، مولانا اظہر حسین، قاری عبدالقادر چاچڑ، پیر عبدالحنان ودیگر، گھوٹکی میں مولانا خالد حسین الحسینی، مولانا محمد امین چنہ ودیگر، کندھکوٹ میں مولانا رحیم بخش چاچڑ ودیگر، مولانا عبدالجبار سمیجو، ٹھل میں مولانا امام الدین چنہ، مفتی شبیر احمد عثمانی ودیگر، جیکب آباد میں مولانا تاج محمد چنہ، ڈاکٹر اے جی انصاری ودیگر علماء کرام نے اپنے اپنے خطاب میں قائدین تحریک ختم نبوت وشہدائے ختم نبوت کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کا فیصلہ مسلمانوں کی عظیم فتح ہے اور اس عظیم فتح کے پیچھے ۱۹۵۳ء کی تحریک کے شہدأ کی قربانیوں کا ثمرہ ہے۔ علماء حق کی جانب سے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بے مثال قربانیاں دی گئی ہیں اور بھرپور جدوجہد کے ذریعے ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ قرارداد پاس کی جس میں قادیانیوں کے دونوں گروپ لاہوری وربوی گروپ کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ اس فیصلے کے پیچھے علماء کرام مولانا علامہ سیّد انور شاہ کشمیریؒ، امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، حضرت مولانا لال حسین اخترؒ، حضرت مولانا محمد حیاتؒ ودیگر علماء کرام کا اخلاص، محنت، دعائیں اور تحریک ۱۹۵۳ء کے شہدأ کرام کا خون اور اسمبلی کے اندر قائد حزب اختلاف مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ مولانا شاہ احمد نورانیؒ، مولانا عبدالحکیمؒ، یحییٰ بختیار (اٹارنی جنرل) اسمبلی کے دیگر ممبران کے ساتھ ساتھ مرحوم ذوالفقار علی بھٹو کا اس مسئلہ میں خصوصی دلچسپی بھی قابل صد تحسین ہے۔

ختم نبوت کانفرنس برمنگھم

مولانا اللہ وسایا

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ امابعد!

۲۳ جون ۲۰۱۴ء کو ختم نبوت کورس چناب نگر کی اختتامی دعا تھی۔ اسی روز شام کو ملتان دفتر حاضری ہوئی۔ ۲۴،۲۵ جون کو ملتان دفتر میں شوال المکرم کے ماہنامہ لولاک کی تیاری، احتساب قادیانیت ج ۵۷، ۵۸ کی تیاری اور جلد ۵۹ کی کمپوزنگ کا کام رفقاء کے سپرد کیا کہ فقیر کے بیرونی سفر کے باعث رفقاء مصروف رہیں۔ انہیں زحمت نہ ہو۔ ۲۵ جون کی شام گھر حاضر ہوا۔ ۲۶؍ جون کی شام عزیزی محمد سلمہ اللہ الصمد کھیلتے ہوئے اوپلوں کی آگ میں چلا گیا۔ اس کے دونوں پاؤں بہت ہی جل گئے۔ معصوم کی عمر پونے دوسال ہوگی۔ اس سے جو قلب وجگر پر بیتی نوک قلم پر لانا ممکن نہیں۔ فوری بہاول پور ہسپتال لے گئے۔ بروقت علاج شروع ہوگیا۔ اللہ رب العزت نے فضل فرمایا کسی بڑے حادثہ سے بچ گئے۔ ۲۶ جون کی شام سے یہ پریشانی شروع ہوئی۔ ۲۷ کو بھی ایسے وقت گزرا۔ ۲۸ جون کو صبح ڈائیو سے کراچی کے لئے سفر متعین تھا۔ بہاول پور سے ڈائیو پکڑی اور کراچی کے لئے روانہ ہوگیا۔ عزیزی محمد سلمہ کو عمداً دیکھنے ہسپتال نہ گیا کہ طبیعت پر اس صدمہ کے اتنے گہرے اثرات تھے کہ خود کو ملاقات کے لئے جانے پر آمادہ نہ کرسکا۔ ۲۹ جون سے ۶ جولائی تک جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں اس سال جامعہ سے فارغ التحصیل ہونے والی دورہ حدیث کی کلاس کو یومیہ گیارہ بجے سے ایک بجے تک دو گھنٹے کے لیکچرز دیئے۔ ۴ جولائی کو مدینہ مسجد بنس روڈ میں جمعہ پر بیان ہوا۔ ۵ جولائی کو دہلی مرکنٹائل کراچی کے رفقاء کی طرف سے دفتر میں افطاری کا اہتمام کیا گیا۔ حضرت مولانا منظور احمد نعمانی شیخ التفسیر والحدیث ظاہر پیر اور جامعہ خاتم النبیین کراچی کے مدیر مولانا محمد طیب لدھیانوی اور دیگر حضرات نے شرکت سے سرفراز فرمایا۔ ۶ جولائی کو کراچی کی تین مساجد میں دروس ہوئے۔ مغرب کے بعد حضرت مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی کی قائم کردہ خانقاہ اور جامعہ مسجد میں حاضری کی سعادت حاصل کی۔ عشاء جامع مسجد خاتم النبیین میں ادا کی۔ مزارات پر ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کی سعادت حاصل کی۔ ۷ جولائی کو تیاری کی۔ ۸ جولائی اڑھائی بجے بعد از ظہر کراچی سے جدہ کے لئے روانگی ہوئی۔ عصر جدہ ائیرپورٹ پر پڑھی۔ مغرب راستہ میں، عشاء کے بعد تراویح میں جاکر حرم کعبہ کی جماعت میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ تراویح سے فراغت کے بعد عمرہ کا عمل مکمل ہوا۔ سحری کھائی۔ فجر پڑھی۔ اس کے بعد جاکر ہوٹل مبارک نو میں آرام کیا۔

۸ جولائی سے ۱۵ جولائی تک مکہ مکرمہ میں حاضری رہی۔ صبح دس گیارہ بجے حرم شریف جانا ہوتا۔ تراویح کے بعد سحری کے لئے واپس ہوٹل اور پھر فجر کے بعد آرام کا معمول رہا۔ ۱۵ جولائی کو مدینہ منورہ حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ آخری عشرہ حرم نبوی میں اعتکاف کی توفیق سے حق تعالیٰ نے سرفراز فرمایا۔ کراچی، گوجرانوالہ، لاہور

کے رفقاء کا ہمراہی رہا۔ہفت روزہ ختم نبوت کراچی کے مدیر مولانا عبداللطیف طاہر، محترم الحاج غزالی، الحاج میر محمد لقمان، حضرت ڈاکٹر فضل الرحمٰن، جناب محمد عارف بلوچ، جناب ڈاکٹر محمد سلیم، لاہور کے جناب چوہدری محمد ارشد ایڈووکیٹ اور دیگر حضرات کی محبتوں سے بہت ہی راحت رہی۔ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب خلیفہ مجاز حضرت خواجہ خان محمدؒ، جامعہ خیرالمدارس کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق، جمعیت علماء اسلام کے ناظم عمومی مولانا عبدالغفور حیدری، شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر کراچی، حضرت مولانا سید اخلاق احمد مدنی، جمعیت علماء اسلام کے قائد حضرت مولانا فضل الرحمٰن، جناب محمد اکرم خان درانی اور بہت سارے حضرات سے شرف ملاقات رہا۔ جب بھی کہیں نظر اٹھتی کوئی نہ کوئی کوئے یار میں مل جاتا۔ ہمارے گروپ کے حضرات نے تو عید کے روز شام کو کراچی جانا تھا۔ البتہ جناب الحاج محمد عارف بلوچ کے ہمراہ مزید دو دن گزرے اور خوب گزرے۔ ان کے سفر کرنے کے بعد فقیر کا قیام بقیع کے کونہ کے پہلے چوک پر ویلکن ہوٹل کے عقب میں جناب الحاج محمد سرور لدھیانوی کے مکان پر رہا۔ رمضان المبارک کے بعد بھی دس گیارہ بجے سے رات گئے تک اور پھر تہجد کے وقت سے فجر تک کا تمام وقت حرم نبوی میں گزرتا۔ اعتکاف وعمرہ کے حضرات کا عید کے بعد رش کم ہونا شروع ہوا تو مواجہ شریف پر صلوٰۃ وسلام اور ریاض الجنۃ میں آسانی کے ساتھ جگہ مقدر ہو جاتی رہی۔ فللحمد للہ!

۱۵ جولائی سے ۶ راگست صبح تک مدینہ طیبہ قیام رہا۔ ۶ راگست ناشتہ کے بعد جدہ کے لئے سفر ہوا۔ دوپہر سے عشاء تک حضرت قاری محمد رفیق رحیمی مدظلہ کے ہاں جدہ قیام رہا۔ عشاء کے بعد ائیرپورٹ آنا ہوا۔ ۷راگست رات اڑھائی بجے جدہ سے ہیتھرو لندن کے لئے سعودی ائیرلائن سے روانگی ہوئی۔ ۷راگست صبح سوا سات بجے لندن پہنچے۔ ائیرپورٹ پر پیشوائی کے لئے ختم نبوت سنٹر کے امام حضرت حافظ محمد اقبال اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یورپ کے مبلغ حضرت مولانا مفتی محمود الحسن تشریف لائے ہوئے تھے۔ مولانا محمود الحسن نے اپنی گاڑی لے لی ہے اور ڈرائیونگ بھی شروع کردی ہے۔ ائیرپورٹ سے وہ گاڑی چلا کر دفتر لائے۔ ان کی طرف سے اس سفر کا گویا یہ پہلا سرپرائز تھا۔ دن بھر خوب آرام کا موقعہ ملا۔ نماز پر دوستوں سے ملاقاتیں ہوتی رہیں اور کنٹری سائیڈ سے فون آنے کا سلسلہ بھی برابر چلتا رہا۔

۸راگست: جمعہ کارڈف میں پڑھایا۔ مولانا مفتی محمود الحسن، مولانا مفتی محمد احمد جو حضرت مولانا غلام محمد علی پوریؒ کے صاحبزادہ اور حضرت مولانا منظور احمد الحسینی صاحب کے بھانجے ہیں۔ ان حضرات نے بھی مختلف مساجد میں جمعہ کے اجتماعات سے خطاب کیا۔ حضرت مولانا قاری غلام نبی مدظلہ نے خطبات جمعہ کا اہتمام کیا۔ شام کو دفتر لندن واپس آگئے۔

۹راگست: ظہر کی نماز کے بعد جامع مسجد ابوبکر ساؤتھ ہال میں فقیر کا تفصیل سے درس قرآن ہوا۔ یہاں سے فراغت کے بعد ائیرپورٹ گئے۔ حضرت المکرم مولانا صاحبزادہ عزیز احمد پاکستان سے تشریف لائے۔ جناب عمران اقبال لندن سے اور مڈلبرا سے محترم چوہدری محمد یونس اور عمران صاحب بھی ائیرپورٹ پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب سے ملاقات کے بعد فقیر راقم، مولانا مفتی محمود الحسن، مولانا حافظ اقبال تولیوٹن چلے

گئے۔ صاحبزادہ عزیز احمد صاحب بمع رفقاء لندن دفتر تشریف لے گئے۔ جمعیت علماء برطانیہ کے رہنما حضرت مفتی خالد صاحب کی لیوٹن مسجد میں عصر سے مغرب تک ختم نبوت کانفرنس تھی جس میں فقیر نے معروضات پیش کیں۔ بحمدہ تعالیٰ عوام سامعین کے ساتھ کثیر تعداد میں علماء کرام بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ بھرپور پروگرام رہا۔

۱۰راگست: اتوار سٹاک ویل گرین لندن ختم نبوت سنٹر میں پروگرام تھا۔ ظہر سے عصر تک مشاورتی اجلاس ہوا۔ صدارت حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب نے فرمائی۔ اجلاس کے اغراض ومقاصد مولانا مفتی محمود الحسن نے بیان فرمائے۔ گلاسگو، برمنگھم، کارڈف، آکسفورڈ، اور لندن شہر سے توقع سے زیادہ علماء کرام ومندوبین نے شرکت فرمائی۔ کام کو مربوط اور وسیع کرنے کے لئے بھرپور اور مفید مشوروں سے دوستوں نے سرفراز فرمایا۔ عصر سے مغرب تک لندن کے قرب وجوار کے رفقاء کو دعوت دی گئی۔ فقیر کا بیان ہوا اور سوال جواب کی محفل بھی ہوئی۔ بحمدہ تعالیٰ ختم نبوت کا ہال بھرا ہوا تھا۔ دونوں پروگرام خاصے کامیاب رہے۔ دوستوں نے کامیابی پر خوشی کا اظہار فرمایا۔

۱۱راگست: ٹوٹنگ مسجد میں مغرب سے عشاء تک پروگرام ہوا۔ بھرپور حاضری ہوئی۔ محبت وشوق سے دوستوں نے شرکت کی۔ اس انہماک اور غور وفکر سے سراپا توجہ بن کر دوستوں نے شرکت کی کہ واضح طور پر سکینت وطمانیت کا ماحول بن گیا۔ فقیر اور مولانا محمود الحسن کا بیان ہوا۔ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد نے دعا فرمائی۔

۱۲راگست: کووا لستھم سٹو ؤ لندن۔

۱۳راگست: کرائیڈن، حضرت مولانا مفتی یوسف ڈنگا کی مسجد۔

۱۴راگست: سلوکی جامع مسجد میں جلسہ ہوا۔ فقیر راقم اور حضرت محمد ممتاز صاحب کے بیانات ہوئے۔ جناب مسعود صاحب چکول والے میزبان تھے۔ بھرپور حاضری تھی اور دلکش پروگرام ہوا۔

۸ تا ۱۴راگست تک لندن کے گردونواح کے ان پروگراموں کو یوں سمجھیں کہ ہفتہ بھر کی ختم نبوت کانفرنس کے اجلاس تھے۔ جو مختلف مجالس میں رکھے گئے۔ افادیت اور تبلیغ کے نکتہ نظر سے ہزاروں ہزار لوگوں تک پیغام پہنچا اور الحمدللہ ہفتہ میں گویا سات کانفرنسیں ہوگئیں۔ لٹریچر کی تقسیم، کانفرنس برمنگھم میں شرکت کی اپیل اور ختم نبوت کی تبلیغ کے لئے پورا علاقہ گویا جلسہ گاہ بن گیا۔ فلحمد للہ!

۱۵راگست: کا جمعہ آکسفورڈ میں حضرت مولانا عطاء اللہ صاحب کے ہوا۔

۱۶راگست: کو عصر کی نماز جامع مسجد حمزہ برمنگھم میں ادا کی۔ نماز کے بعد رفقاء مولانا صاحبزادہ محمد داؤد، قاری قمر الزمان، حضرت قاری محمد داؤد، لالہ بنارس خان، مولانا خورشید احمد، مولانا خلیل الرحمٰن، لالہ معصوم خان اور دیگر حضرات سے مولانا صاحبزادہ عزیز احمد اور مولانا مفتی محمود الحسن نے مشاورت کی۔ رات مسجد زکریا برمنگھم میں قیام رہا۔

۱۷راگست: ۱۲بجے دن حضرت مولانا مفتی محمد اسلم صدر جمعیت علماء برطانیہ سے رادھرم میں مشاورت کی۔ ظہر سے عصر تک حضرت مولانا ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ کی اسلامک اکیڈمی مانچسٹر میں ۱۷ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی۔ کانفرنس کی صدارت صاحبزادہ عزیز احمد نے کی اور آخری بیان فقیر کا ہوا۔ حضرت مولانا مفتی محمد اسلم، مولانا عطاء اللہ، مولانا محمد اکرم اور بہت سارے حضرات کے بیانات ہوئے۔ رات جناب

عزت خان صاحب کے ہاں بر نلے جامع مسجد فاروق اعظم میں قیام رہا۔

۱۸راگست: عصر، مغرب پرسٹن کی مساجد میں اعلان وبیان ہوئے۔

۱۹راگست: ظہر شیفلڈ، عصر سکنتھورپ، مغرب ہل میں اعلان وبیان ہوئے۔

۲۰راگست: ہڈرسفلیڈ ظہر میں مولانا مفتی محمود، جناب قاری محمد عثمان شاہد نے اعلان وبیان کئے۔ عصر رچڈیل میں ادا کی۔ عصر کے بعد تفصیلی بیان ہوا۔ وفد نے جمعیت علماء برطانیہ کے سیکرٹری نشرواشاعت حافظ محمد اکرم سے ان کی والدہ کی وفات پر تعزیت کی۔ رات بریڈفورڈ آ گئے۔

۲۱راگست: مولانا مفتی محمود، سید تحسین شاہ صاحب نے ظہر ہڈرسفیلڈ میں ادا کی۔ عصر پر لیڈیز کی مساجد میں اعلان وبیان ہوئے۔ مغرب توکلی مسجد بریڈفورڈ میں فقیر کا بیان ہوا۔

۲۲راگست: مدنی مسجد اور جامع مسجد ہاورسٹریٹ میں دوجگہ فقیر کے جمعہ کے بیان ہوئے۔ مسجد عمر میں مولانا محمود الحسن، مسجد نور الاسلام میں مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب نے جمعہ کے اجتماعات سے خطاب کیا۔ عصر اولڈہم میں مسجد زینت الاسلام میں فقیر کا بیان ہوا۔ صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا مفتی محمد ابراہیم، مولانا محمود الحسن نے مختلف مساجد میں اعلان وبیان وملاقاتیں فرمائیں۔

۲۳راگست: بروز ہفتہ مدرسۃ البنات باٹلے میں ۱۲ بجے دن سے ایک بجے تک طالبات میں بیان ہوا۔ قبل از ظہر باٹلے میں مستورات کی ختم نبوت کانفرنس میں بیان ہوا۔ عصر سے مغرب تک ختم نبوت کانفرنس باٹلے میں خطاب ہوا۔

۲۴راگست: عصر سے مغرب تک مدنی مسجد میں علماء کرام سے تفصیلی نشست ہوئی۔

۲۵راگست: عصر ومغرب بلیک برن میں ادا کیں۔ دارالعلوم بری کے ناظم حضرت مولانا علی صاحب اور ان کے صاحبزادہ، حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب، شیخ الحدیث دارالعلوم بری کی زیرسرپرستی مولانا ابوبکر، مولانا عمر، مولانا عثمان، مولانا علی، مولانا مفتی محمد ابراہیم، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا محمود الحسن کے بیانات ہوئے۔ مسجد ساجدین اور مسجد زینت الاسلام میں فقیر کے تفصیلی بیانات ہوئے۔

۲۶راگست: بولٹن میں عصر ومغرب پر بیانات واعلانات ہوئے۔ مغرب سے عشاء تک جامع مسجد زکریا بولٹن میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور خوب ہوئی۔

۲۷راگست: کوڈل برا کے لئے سفر ہوا۔

۲۸راگست: کو باتھ گیٹ سراجیہ سنٹر میں حاضری ہوئی۔ عصر ومغرب ایڈنبرا میں ادا کیں۔ اعلان وبیان وملاقاتیں ہوئیں۔

۲۹راگست: کو فقیر کا جمعہ پر بیان جامع مسجد مدرول میں ہوا۔ حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد اور مولانا مفتی محمود کا سٹرلنگ میں جمعہ پر بیان ہوا۔

۳۰راگست: کو عصر سے عشاء تک مرکزی جامع مسجد گلاسگو میں انجمن اصلاح المسلمین کے تحت سالانہ ختم نبوت کانفرنس سے حضرت ڈاکٹر علامہ خالد محمود، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا فیض احمد کراچی، مولانا حافظ حسین

احمد کوئٹہ، مولانا محمود الحسن، مولانا حبیب الرحمٰن، ڈاکٹر سعید عنایت اللہ، فقیر راقم اور دیگر حضرات کے بیانات ہوئے۔ بڑی بھرپور حاضری تھی اور خوب سے خوب تر بیانات ہوئے۔

۳۱ راگست: کو جمعیت علماء برطانیہ کی سالانہ ۲۸ ویں توحید وسنت کانفرنس ویکفیلڈ میں منعقد ہوئی۔ پہلے اجلاس کی صدارت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد اور دوسرے اجلاس کی صدارت استاذ العلماء حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب نے فرمائی۔ مہمان خصوصی حضرت مولانا عبدالغفور حیدری، حافظ حسین احمد، مولانا مفتی خالد محمود، مولانا ڈاکٹر علامہ خالد محمود، رابطہ عالم اسلامی لندن کے ڈائریکٹر سعودی سفارت خانہ کے پریس اتاشی تھے۔ مولانا مفتی محمد اسلم سرپرست تھے۔ مولانا محمد اکرام الحق، حافظ اکرام، مولانا سید اسلام علی شاہ سٹیج سیکرٹری تھے۔ اسی روز زکریا مسجد میں عصر سے مغرب تک فقیر راقم، مولانا محمود الحسن اور مغرب سے عشاء تک حضرت شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، مولانا مفتی خالد محمود کے بیانات ہوئے۔ یہ دوسری ختم نبوت کانفرنس تھی۔ جو اس مسجد میں منعقد ہوئی۔ ایک ہفتہ میں دو ختم نبوت کانفرنسوں کا ایک ہی جگہ کامیابی سے منعقد ہونا محض انعام الٰہی ہی ہے۔ فللحمد للہ

یکم ستمبر: بعد از ظہر جامع مسجد نور ہڈرسفیلڈ اور عصر پر ہاٹلے میں دو ختم نبوت کے اجتماعات منعقد ہوئے۔ جمعیت علماء برطانیہ کے سرپرست حضرت مولانا عبدالرشید ربانی، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد اور فقیر راقم کے بیانات ہوئے۔

۲ سے ۴ ستمبر: تک حضرت مولانا مفتی خالد محمود، صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا محمود الحسن، مولانا خورشید احمد، حضرت مولانا عبدالغفور حیدری، مولانا حافظ حسین احمد، مولانا خلیل الرحمٰن اور دیگر حضرات کے برمنگھم، لیسٹر، نوٹنگھم، ڈربی، رگبی، وانسال اور گردونواح میں بھرپور بیانات کا سلسلہ جاری رہا۔ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر نے سرپرستی فرمائی۔

۵ ستمبر: کو حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق سمیت تمام وفد کے حضرات نے برمنگھم شہر کی مرکزی مساجد میں جمعہ کے اجتماعات سے خطابات کئے۔ شام کو جناب الحاج معصوم خان کے ہاں عشائیہ میں سب حضرات نے شرکت کی۔

۶ ستمبر: کو بعد از نماز عصر حسب سابق جامع مسجد حمزہ میں ختم نبوت کانفرنس کی استقبالیہ تقریب تھی۔ اس میں مہمان خصوصی حضرت اقدس ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، حضرت مولانا مفتی خالد محمود، حضرت مولانا محمد تمکین امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یورپ کے ختم نبوت پر بیانات ہوئے۔ سٹیج سیکرٹری مولانا مفتی محمود اور حضرت مولانا امداد اللہ قاسمی تھے۔ شہر بھر کے علماء کرام نے اس استقبالیہ تقریب میں شرکت فرمائی۔ مغرب کے بعد پرتکلف دعوت کا اہتمام کیا گیا تھا۔ تمام مہمانوں نے اس میں شرکت فرمائی۔

۷ ستمبر: ۲۰۱۴ء کو صبح دس بجے ۲۹ ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم کا آغاز ہوا۔

پہلا اجلاس:

صدارت : حضرت مولانا محمد تمکین صاحب

تلاوت : حضرت مولانا قاری قمر الزمان صاحب

نعت : حضرت مولانا سید محمد رفیق شاہ صاحب برمنگھم

" : جناب تبسم صاحب ہڈرزفیلڈ

تقریر : حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب (غرض وغایت بیان کی)
صدارتی بیان حضرت مولانا محمد تلمین صاحب
تقریر : حضرت مولانا محمد ابوبکر بلیک برن (انگلش میں بیان)
〃 : حضرت مولانا عبدالحمید صاحب بلجیم
〃 : حضرت مولانا اشرف علی صاحب بریڈفورڈ
〃 : حضرت مولانا فاروق سلطان صاحب ڈنمارک
نعت : حضرت مولانا سید محمد عمر شاہ صاحب ڈربی
اختتامی بیان ودعا حضرت مولانا منور حسین سورتی خطیب جامع مسجد بالہم لندن
سٹیج سیکرٹری حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب

دوسرا اجلاس

صدارت : حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب
سٹیج سیکرٹری حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب
مہمان خصوصی حضرت مولانا عبدالغفور حیدری صاحب
نعت : جناب سید ابرار حسین صاحب ڈربی
تقریر : حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب (انگلش)
〃 : حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بریڈفورڈ (انگلش)
〃 : حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب استاذ الحدیث دارالعلوم بری (انگلش)
〃 : حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب لاہور
〃 : حضرت مولانا عبدالہادی العمری صاحب خطیب اہل حدیث برمنگھم
〃 : جناب عبدالعزیز الحربی مندوب سعودی سفارت خانہ لندن (عربی)
〃 : جناب ڈاکٹر احمد صاحب ڈائریکٹر رابطہ عالم اسلامی لندن (انگلش)
〃 : جناب عادل المعاودہ صاحب ڈپٹی سپیکر بحرین اسمبلی بحرین (عربی)
〃 : جناب حافظ حسین احمد صاحب پاکستان
〃 : حضرت مولانا محمد ممتاز صاحب لندن (انگلش)
〃 : حضرت مولانا علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مانچسٹر
〃 : حضرت مولانا عبدالغفور حیدری صاحب پاکستان
〃 : فقیر راقم اللہ وسایا
〃 : حضرت مولانا مفتی فاروق صاحب جماعت اسلامی
〃 : حضرت مولانا مفتی محمد ربانی افغانی صاحب

اختتامی صدارتی بیان ودعا حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب مدظلہ نے فرمائی۔

خصوصی شرکت		حضرت مولانا مفتی محمد اسلم صاحب
//	//	حضرت مولانا عبدالرشید ربانی صاحب
//	//	حضرت مولانا سید محمد اسد شاہ صاحب
//	//	حضرت مولانا بشیر احمد شاہ چشتیاں
//	//	حضرت مولانا ڈاکٹر احمد خان بحرین

بحمدہ تعالیٰ ۲۹ ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس بر منگھم صبح دس بجے سے شروع ہو کر سوا چھ بجے شام بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔

ختم نبوت کانفرنس سکھر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے زیر اہتمام ۷؍ستمبر ۲۰۱۴ء بروز اتوار بعد نماز عشا الفاروق مسجد سکھر میں عظیم الشان یوم فتح تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا عبداللطیف اشرفی نے سرانجام دیئے۔ علماء کرام میں مبلغ ختم نبوت مولانا محمد حسین ناصر، مولانا مفتی سعود افضل، مولانا قاری خلیل احمد، مولانا الٰہی بخش تانوری نے خطابات فرمائے۔ علماء کرام نے ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں قابل ذکر کردار ادا کرنے والے ممبران مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، پروفیسر غفور احمدؒ، مولانا عبدالحقؒ کو خراج تحسین پیش کیا۔ قاری صاحب کی دعا پر جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

یوم تشکر ریلی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت کے زیر اہتمام ۷؍ستمبر ۲۰۱۴ء بروز اتوار صبح آٹھ بجے یوم تشکر ریلی کے نام سے ایک عظیم الشان ریلی نکالی گئی۔ قیادت ضلعی امیر حاجی میر صالح خان نے فرمائی۔ نظامت کے فرائض مولانا محمد ابراہیم ادہمی اور مولانا عبدالرحیم نے ادا فرمائے۔ مولانا احسان اللہ، مولانا غلام محمد، مولانا خلیل الرحمٰن، حافظ قدرت اللہ، مولانا بشیر احمد حقانی، مولانا اعزاللہ، مولانا عبدالرحیم، مولانا عبدالستار حیدری نے خطاب فرمایا۔ ریلی نے مسجد میناری سرائے نورنگ سے حاجی محمد نصیر خان پمپ تک سفر کیا۔

ختم نبوت سیمینار چوک اعظم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۷؍ستمبر کے فیصلے کے حوالے ۶؍ستمبر ۲۰۱۴ء بروز ہفتہ بعد نماز مغرب بمقام پریس کلب چوک اعظم میں ایک عظیم الشان سیمینار منعقد کیا گیا۔ صدارت ضلع لیہ مجلس کے امیر مولانا محمد حسین نے فرمائی۔ مولانا حمزہ لقمان، جناب مقبول ہراج، چوہدری محمد خالد، رانا محمد خالد، مولانا عبدالروف، مولانا عمر فاروق، مولانا عبدالمجید فاروقی اور مولانا قاضی عبدالخالق کے بیانات ہوئے۔ عالمی مجلس چوک اعظم کے امیر مفتی محمد یاسین اور دیگر رفقاء قاری محمد افضل، ثناء اللہ وغیرہ نے بہت محنت سے پروگرام کو ترتیب دیا اور کامیاب بنانے کی کوشش کی۔

پیر جی قاری عبدالرحمٰن رائے پوری کا سانحہ ارتحال

مولانا محمد سلیم طارق

مدرسہ تجوید القرآن المعروف درس پیر جی کے مہتمم اور خانقاہ عزیزیہ چک 11/11.L کے سجادہ نشین پیر جی عبدالحفیظ رائے پوری کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا پیر جی قاری عبدالرحمٰن رائے پوری حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے ۱۶ر اگست ۲۰۱۴ء بروز ہفتہ صبح صادق کے وقت انتقال فرماگئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون!

موصوف ۱۹۵۷ء میں حافظ عبدالمجید کے گھر چک نمبر 11/11.L چیچہ وطنی میں پیدا ہوئے۔آپ نے اپنی تعلیم کا آغاز اپنے مدرسہ تجوید القرآن میں قرآن مجید سے کیا۔حفظ کے بعد درس نظامی کا آغاز بھی اپنے مدرسہ تجوید القرآن سے کیا اور درجہ مشکوٰۃ تک یہاں ہی زیر تعلیم رہے۔۱۹۷۹ء میں دورہ حدیث کے لئے جامعہ قاسم العلوم ملتان تشریف لے گئے۔

دورہ حدیث سے فراغت کے بعد اپنے مدرسہ تجوید القرآن میں تشریف لائے اور کچھ عرصہ درس وتدریس میں مشغول رہے۔پھر آپ کے والد ماجد نے آپ کو خانقاہ عزیزیہ 11/11.L میں مولانا عبدالعزیز رائے پوری کی خدمت میں تزکیہ نفس کے لئے بھیج دیا۔مولانا عبدالعزیز رائپوریؒ کی خدمت میں رہ کر حضرت نے ان کے معمولات کو اپنی زندگی کے سانچے میں ڈھالا۔وہاں آنے والے بڑے بڑے شیوخ کی زیارت اور خدمت کا موقع بھی ملتا رہا۔۱۹۷۹ء سے ۱۹۸۴ء تک آپ حضرت پیر جی عبدالعزیزؒ کی خدمت میں رہے۔۱۹۸۵ء میں سپاہ صحابہ کا قیام عمل میں آیا تو حضرت کو تحصیل چیچہ وطنی میں سپاہ صحابہ کا صدر بنایا گیا۔حضرت نے انتہائی محنت اور اخلاص کے ساتھ کام کیا۔دور دراز کے گاؤں میں پیدل سفر کر کے یونٹ بناتے اور مشکل حالات میں کارکنوں کو صبر کی تلقین فرماتے۔آپ نے تحفظ ناموس صحابہ کے لئے انتہائی جوش اور ولولہ کے ساتھ کام کیا۔۱۹۹۰ء مولانا ارشاد اور مولانا امداداللہ کے ساتھ مدرسہ تجوید القرآن میں کریما، نامہ حق، پندنامہ، گلستان، سیرت رسول، تیسیر المنطق، علم الصرف، علم النحو، معلم الانشاء، زاد الطالبین، اور ترجمہ وتفسیر کے اسباق پڑھائے۔

۱۹۹۲ء میں چیچہ وطنی شہر میں ایک شیعہ قتل ہوگیا۔شک کی بنا پر پیر جی انیس الرحمٰن اور پیر جی عبدالرحمٰن صاحب کو گرفتار کیا گیا اور سنٹرل جیل ساہیوال میں بھیج دیا گیا۔پیر جی انیس الرحمٰن صاحب بتاتے ہیں کہ پیر جی عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کیا کرتے تھے اور ساری رات قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے۔جب تمام مذہبی جماعتوں نے مل کر اسلامی فرنٹ بنایا تو آپ نے جیل میں بیٹھ کر ایم پی اے کا الیکشن لڑا اور تقریباً دس ہزار ووٹ حاصل کیے۔۱۹۹۵ء میں آپ کے انتہائی محسن اور مشفق چچا پیر جی عبدالعلیم شہید ہوئے تو آپ کو بے حد صدمہ ہوا۔آپ فرمایا کرتے تھے کہ اب میری کمر ٹوٹ گئی ہے۔پھر کچھ عرصہ بعد آپ کے والد حافظ عبدالمجید کا انتقال ہوا تو آپ نے تمام تر تحریکی اور تنظیمی سرگرمیوں کو چھوڑ کر مدرسہ کی فلاح وبہبود کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔

موصوف نے نہایت ذمہ داری کے ساتھ مدرسہ کے نظم کو سنبھالا اور ہر وقت مدرسہ کی کامیابی کے لئے کوشاں رہتے تھے۔ طلباء کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی تربیت پر خصوصی توجہ دیتے تھے۔ آپ انتہائی بلند سوچ کے مالک انسان تھے اور مستقبل میں آنے والے حالات کے بارے تبصرہ فرمایا کرتے تھے کہ دشمن کتنی سوچ بچار کے ساتھ ہمارے اوپر جال تن رہا ہے اور ہم ابھی تک غفلت کی نیند سوئے ہوئے ہیں۔

عادات: حضرت اکثر خاموش رہا کرتے تھے اور کبھی کبھی مزاح بھی فرمایا کرتے تھے۔ حضرت نہ کسی کی غیبت کرتے تھے اور نہ سنتے تھے۔ اگر میں حضرت کو نظامت کے حوالے سے دیکھتا ہوں تو ایک بہترین منتظم کی حیثیت سے پاتا ہوں۔ تدریس کے حوالے سے دیکھتا ہوں تو ایک بہترین مدرس کی حیثیت سے پاتا ہوں۔ خطابت کے حوالے سے دیکھتا ہوں تو ایک بہترین خطیب کی حیثیت سے پاتا ہوں۔ جہد مسلسل کو دیکھتا ہوں تو ایک عظیم رہنما کی حیثیت سے پاتا ہوں۔ اگر میں ان کو تربیت کے حوالے سے دیکھتا ہو تو ایک بہترین مصلح کی حیثیت سے پاتا ہوں۔ طلباء کے ساتھ شفقت ومحبت کے عالم میں دیکھتا ہوں تو ایک مہربان باپ کی حیثیت سے پاتا ہوں۔ قرآن مجید کے ساتھ محبت، عقیدت چاہت، شوق، لگن اور جوش کو دیکھتا ہوں تو ایک عظیم عاشق قرآن کی حیثیت سے پاتا ہوں۔

سال ۱۴۳۵ھ میں رمضان المبارک کے مہینہ میں دو مرتبہ دل کی تکلیف کا عارضہ ہوا۔ لیکن کسی کو اس وجہ سے نہ بتایا کہ یہ مجھے ہسپتال میں داخل کروادیں گے اور میں قرآن مجید سنانے سے محروم ہو جاؤں گا۔ ۸/اگست کو دوبارہ عارضہ قلب لاحق ہوا۔ ۱۰/اگست کو صبح کی نماز پڑھانے کے بعد آپ کو نیاز کمپلیکس میں داخل کرایا گیا۔ ڈاکٹروں نے جواب دیا تو سول ہسپتال ساہیوال میں زیر علاج رہے۔ یہاں کے ڈاکٹروں نے مفتی عثمان کو بتایا کہ پیر جی کے دل کے تین وال بند ہیں۔ لہٰذا لاہور علاج کے لئے لے جائیں۔ بھائی محمد مشتاق، مفتی محمد عثمان، مولانا محمد عقیل اور صاحبزادہ اسد الرحمٰن نے حضرت پیر جی کو ساہیوال سے لاہور ڈاکٹرز ہسپتال میں منتقل کیا۔ وہاں سے عمر ہسپتال جیل روڈ میں دل کا بائی پاس ہوا۔ دو دن تک پیر جی کی طبیعت ٹھیک رہی۔ لیکن پھر ۱۶/اگست کی صبح طبیعت اچانک خراب ہوگئی اور آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

حسن اخلاق: حضرت حسن اخلاق کا بہترین پیکر تھے۔ حضرت کو چاہے جتنی بھی تکلیف ہوتی لیکن چہرے پر ہمیشہ ایسی مسکراہٹ سجائے رکھتے تھے کہ مہمانوں کو اپنی تکلیف محسوس نہ ہونے دیتے تھے۔ اساتذہ کرام اور طلباء کرام کا بہت خیال رکھتے تھے۔ سب کی ضروریات کا پورا خیال کرتے تھے ہر آدمی یہی سمجھتا تھا کہ حضرت سب سے زیادہ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ ایک دفعہ ایسا بھی ہوا کہ مدرسہ کا خزانہ ختم ہوگیا تھا۔ حضرت نے گھر کا زیور بیچ کر اساتذہ کرام کی تنخواہیں پوری کیں۔ حضرت بہت زیادہ مہمانوں کی خدمت کیا کرتے تھے۔ کسی کو کھانا کھلائے بغیر یا پانی پلائے بغیر جانے نہیں دیتے تھے۔

توکل علی اللہ: حضرت کا اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس پر کامل اعتماد تھا۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور طرف توقع رکھنے کو شرک فرمایا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے۔ در در پر جانے سے بہتر ہے کہ صرف ایک ہی در پر جاؤں اور اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

فکر دنیا کر کے دیکھی فکر عقبیٰ کر کے دیکھ
سب کو راضی کر کے دیکھا رب کو راضی کر کے دیکھ

مدرسہ کی شاخیں: حضرت نے قرآن مجید کی تعلیم کو عام کرنے کیلئے مختلف علاقوں میں مدارس کا سلسلہ شروع کیا ہوا تھا۔شدید بیماری کے باوجود موٹر سائیکل پر سفر کر کے مدارس کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے۔لوگوں سے ملاقاتیں کر کے نئی جگہ تلاش کرتے پھر انتہائی محنتی اور مخلص استاد کا انتخاب کر کے وہاں مقرر فرمادیتے۔محنت اور اخلاص کا درس دیتے۔دنیا کے فانی اور عارضی ہونے کا احساس دلاتے اور آخرت کے دائمی اور باقی ہونے کی نصیحت فرماتے۔مناسب وظیفہ کا انتظام کر کے فرمایا کرتے تھے کہ مدارس لوگوں کے پیسوں سے نہیں چلا کرتے۔بلکہ رات کی آہوں سے چلا کرتے ہیں۔حضرت نے اپنے پردادا کے نام کی مناسبت کی وجہ سے تمام شاخوں کا نام فیض الصالح رکھا۔حضرت نے عزم مصمم کیا تھا کہ انشاءاللہ میں ہر محلہ،ٹاؤن اور گاؤں میں مسجد بنواؤں گا،جہاں مستند علماء کرام لوگوں کے عقائد کی اصلاح کریں گے۔حضرت فرمایا کرتے تھے’’جیسا امام ویسی عوام‘‘اگر امام کے عقائد پختہ ہوں گے تو عوام کے عقائد و نظریات بھی ٹھیک ہوں گے۔

وفات: ۱۶ راگست ۲۰۱۴ء بروز ہفتہ صبح چار بجے کے قریب دار فانی کو چھوڑ کر خالق حقیقی سے جاملے۔ نماز جنازہ عصر کی نماز کے بعد مرکزی عیدگاہ چیچہ وطنی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب مدظلہ کی امامت میں ادا کی گئی۔نماز جنازہ میں ملک بھر کے مذہبی رہنماؤں مولانا ظفر احمد قاسم،مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری،مولانا عبدالخالق رحمانی،مفتی محمد انور اوکاڑوی،مولانا ریحان ضیاء فاروقی، مولانا قاری طیب حنفی اور مولانا غلام محمود انور سمیت شہر بھر کی تمام سماجی و سیاسی شخصیات اور ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد نے شرکت کی۔آپ کو شہر والے قبرستان میں آپ کے دادا حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوریؒ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

ختم نبوت کانفرنس پروآ

۹ رستمبر ۲۰۱۴ء بروز منگل بعد از نماز مغرب بمقام عربی مسجد پروآ میں منعقد ہوئی جس کی صدارت مولانا محمد حامد خطیب جامع مسجد چوگلہ سرپرست اعلیٰ عالمی مجلس تحصیل پروآ نے کی۔حافظ اللہ بخش شاہ نے کانفرنس کی غرض وغایت اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل پروآ کی کارکردگی بیان کی۔کانفرنس سے خطاب کرنے والوں میں مولانا محمد عمران حیدر،قاری عنایت اللہ عثمانی،قاری محمد خالد،مفتی عبدالواحد قریشی،شیخ الحدیث مولانا اشرف علی،مولانا محمد حمزہ لقمان مبلغ عالمی مجلس۔ان تمام علماء کرام نے قرآن وحدیث کی روشنی میں اور اجماع امت کے عقیدہ کے مطابق حضور ﷺ کی ختم نبوت کو واضح کیا اور جھوٹے مدعیان نبوت اسود عنسی،مسلمہ کذاب سے لے کر مسلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت،کذب وافتراء کا لوگوں کے سامنے ذکر کیا۔پاکستان میں قادیانوں کی ملک پاکستان کے خلاف سازش کا ذکر کیا اور حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت کے تحفظ کی خاطر اپنا تن من دھن قربان کرنے کا وعدہ کیا اور لیا بھی۔مولانا محمد حامد کی دعا سے اس کانفرنس کا اختتام ہوا۔

کچھ یادیں ...... جناب قاری نذیر احمدؒ کی

قاری سیف اللہ خالد

اللہ رب العزت نے کوٹ ادو کی سرزمین پر علماء وقراء کی ایک بڑی جماعت پیدا کی جو ہر خوف وطمع سے بے نیاز ہو کر خدمت دین میں مشغول رہے اور حق کو سربلند کرنے اور باطل کی نشان دہی کر کے اس کی سرکوبی میں مشغول رہے۔ اس مقدس جماعت میں ایک مردقلندر، مجاہد کبیر، پیکر اخلاص وعمل استاذ القراء قاری نذیر احمدؒ بھی ہیں جنہوں نے ۱۹۶۴ء میں ضلع مظفر گڑھ کی تحصیل کوٹ ادو موضع بیٹ انگڑا میں درویش باصفا صوفی غلام حسنؒ کے گھر میں آنکھ کھولی۔

قاری صاحبؒ کے والد ایک محنت کش آدمی تھے۔ اللہ رب العزت نے ان کو عمدہ صفات سے نوازا تھا۔

قاری صاحبؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقے کے پرائمری سکول سے حاصل کی۔ پھر قرآن پاک لیہ میں کرنال والی مسجد سے حفظ کیا جو اہل سنت کا مرکز ہے۔ پھر تجوید عبدالحکیم میں قاری تاج محمدؒ کے پاس پڑھی۔ قرآت کے لئے دارالقراء لاہور تشریف لے گئے۔ فراغت کے بعد بلغوا عنی ولو آیة الحدیث پر عمل کرتے ہوئے خدمت قرآن کے لئے اپنی زندگی کو بے لوث وقف کر دیا۔ سب سے پہلے اپنے عزیز واقارب کے اصرار پر اپنے آبائی گاؤں سے پڑھانے کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ کی پرخلوص محنت کی وجہ سے اللہ رب العزت نے آپ سے تھوڑے وقت میں بہت کام لیا۔ پھر اپنے علاقے کے علماء کے اصرار پر سناواں شہر کی مرکزی مسجد میں تشریف لے گئے۔

آپ کی بے لوث خدمت سے ضلع مظفر گڑھ کی عوام خوب سیراب ہوئی۔ پھر آپ ۱۹۸۷ء میں اپنے چچازاد بھائی مولانا اللہ بخش فانی کے ہمراہ میاں چنوں مرکزی جامع مسجد عثمانیہ تشریف لے آئے۔ اللہ پاک نے آپ سے قرآن پاک کی جو خدمات لیں وہ قابل رشک ہیں۔ جامع عثمانیہ میں اس مردقلندر نے ۲۰۰۷ء تک قرآن کی خدمت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا۔ اللہ پاک نے آپ کو لحن داؤدی سے نوازا تھا۔ جب نماز میں قرآن کی تلاوت کرتے تو حرم کی یادیں تازہ ہو جاتی۔ جب کسی محفل میں تلاوت کرتے سامعین کے دل نور ایمانی سے جگمگا اٹھتے تھے۔ دین کا کام کرنے والے ہر شخص اور ہر جماعت کی سرپرستی کرتے، دعائیں دیتے، عمدہ تجاویز سے نوازتے۔

ختم نبوت کا دفاع، صحابہ کرامؓ واہل بیتؓ کے پہرے داروں سے دلی لگاؤ رکھتے۔ اکابرین کا ذکر کرتے ہوئے آنکھیں اشکبار ہو جاتیں۔ قرآن کی تلاوت، درود شریف کی کثرت آپ کے معمولات میں سے اہم معمول تھے۔ اپنے شاگردوں اور متعلقین کو اس کی تاکید کرتے۔ کہتے: اسی عمل کی برکت ہے کہ اللہ رب العزت نے دنیا وآخرت کی نعمت سے نوازا اور بارہا اپنے گھر کی زیارت اپنے محبوب کے روضے کا دیدار کرایا۔

۲۰۰۷ء میں آپ نے جامع مسجد قاضی خوشی محمد میں خدمات انجام دینا شروع کیں۔ آپ کی درسگاہ میں طلباء کا ہجوم رہتا۔ میاں چنوں میں آپ سے ہزاروں حفاظ نے قرآن پاک کی تکمیل کی جو اس وقت ملک کے کونے

کونے میں اور بیرون ملک خدمات دین میں مشغول ہیں۔ قاری صاحبؒ کو بے پناہ مقبولیت ومحبوبیت حاصل تھی۔ پرہیزگاری ان کا نمایاں وصف تھا۔ ان کے سینے میں ملت کا درد بھی تھا اور قوم کی اصلاح کا جذبہ بھی ہروقت حاوی رہتا۔ ان کی مقبولیت کا دائرہ علاقے میں دیوبند مکتب فکر کے ساتھ ساتھ مختلف مکاتب فکر میں بھی پھیلا ہوا تھا۔ دیوبندی مکتب کے لوگوں میں ان کی عقیدت تھی، وہ فطری تھی۔ لیکن مختلف مکاتب فکر کے لوگوں میں ان کی مقبولیت دیکھ کر لگتا تھا وہ اتحاد بین المسلمین کے علم بردار ہیں۔

حق تعالیٰ ان کی قبر کو بقعہ نور بنائے اور ہمیں ان کا حقیقی معنوں میں جانشین بنائے۔ قاری صاحبؒ کے جانے سے حق گوئی وجرات کا ایک باب مکمل ہوگیا۔ آپ نے جس تندہی اور جانفشانی سے جامع مسجد عثمانیہ اور قاضی مسجد کو بام عروج تک پہنچایا۔ وہ آپ کے لئے یقیناً صدقہ جاریہ ہے۔

ان کی ذات ایک انجمن تھی۔ ایک تحریک تھی۔ بلکہ شورش کے الفاظ میں کہتا ہوں: ''کئی دماغوں کا ایک انسان میں سوچتا ہوں کہاں چلا گیا ہے۔ جامعہ کی عظمت اجڑ گئی ہے۔ زباں کا زور گیا ہے۔ اتر گئے کئی منزلوں کے چہرے، میر گیا کارواں گیا۔ مگر تیری مرگ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقین نہیں ہے۔''

ان جیسے مخلص مجاہد لوگوں کا وجود اس دور میں نشان منزل تھا۔ وہ کیا گئے تاریخ کا ایک باب مکمل ہوگیا۔ آخر وہ وقت آن پہنچا جس سے کوئی مفر نہیں۔ ۲۶ ررمضان المبارک صبح صادق کے وقت اس جہان فانی کو چھوڑ کر اپنے رب سے جاملے۔ ان کی وفات کی خبر سے پورا علاقہ سوگوار ہوگیا۔ چشم فلک نے شاید میاں چنوں کی سرزمین پر جنازے کا پہلے ایسے منظر نہ دیکھا ہو۔ جنازے میں علماء، قراء، مشائخ اور عوام نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ جنازہ جمعہ کی نماز کے بعد محمودیہ مسجد میں ادا کیا گیا۔ والد محترم کی وصیت کے مطابق جنازہ بندہ نے خود پڑھایا۔ اللہ تعالیٰ ان کے تربت کو بقعہ نور بنائیں۔ ان کی ذات سے وابستہ ہر شخص کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔ آمین!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رابطہ کمیٹی کا اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رابطہ کمیٹی وعہدیداران کا اجلاس مرکز ختم نبوت مسلم ٹاؤن لاہور میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر نے کی۔ اجلاس میں مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، قاری علیم الدین شاکر، پیر میاں رضوان نفیس، قاری ظہور الحق، مولانا عبدالشکور یوسف، مولانا عمر حیات، مولانا محبوب الحسن طاہر، مولانا عبدالنعیم، مولانا خالد محمود، جناب محمد حامد بلوچ، عبدالولی، حکیم راشد عمران ودیگر نے شرکت کی۔ اجلاس میں ۳۳ ویں سالانہ عالمی ختم نبوت کانفرنس چناب نگر ضلع چنیوٹ کی تیاری کے سلسلے میں متعدد کمیٹیاں تشکیل دی گئیں اور ۱۰۰ سے زائد دروس ختم نبوت دینے کا فیصلہ بھی کیا گیا۔ دروس کے تعین کے لیے مولانا عمر حیات، مولانا عبدالنعیم پر مشتمل دو رکنی کمیٹی بنائی گئی۔ اجلاس میں سبزہ زار، شاہدرہ، انارکلی، کریم پارک، چونگی امرسدھو میں ختم نبوت کانفرنسیں اور شادی پورہ داروغہ والا، مرکز ختم نبوت مسلم ٹاؤن میں تین روزہ ختم نبوت کورسز منعقد کرنے کا اعلان بھی کیا گیا۔

تحفظ ختم نبوت تربیتی کیمپ کے تناظر میں فتنوں کے خلاف موثر بیداری

مولانا محمد شاہد انور قاسمی، دیوبند

اُم المدارس دارالعلوم دیوبند اور اس کے فضلاء اپنی روشن خدمات کی وجہ سے عالم اسلام میں متعارف ہیں۔ روئے زمین پر جب بھی کوئی فتنہ نمودار ہوتا ہے تو عالم اسلام کی نگاہیں دارالعلوم دیوبند اور اس کے منتسبین کی طرف اٹھتی ہیں۔ اسی لئے دارالعلوم کے ذمہ داران نے وقت کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے موجودہ فتنوں کی بیخ کنی اور سدباب کے لئے ایک سہل اور آسان حل نکالا: ’’وقت کم اور فائدہ زیادہ‘‘

چنانچہ گذشتہ نو سالوں سے مسلسل دارالعلوم دیوبند کی چہار دیواری میں تربیتی کیمپوں کا انعقاد ہو رہا ہے جس کا آغاز ۱۴۲۸ھ میں مولانا شاہ عالم گورکھپوری نے کیا تھا۔ مولانا موصوف نے جب اس کا آغاز کیا تھا تو وہ تنہا تھے۔ لیکن عنداللہ مقبولیت کی بات ہے کہ اب ان کے ساتھ ایک بڑا قافلہ ہے اور ان کے فکر و عمل کو پروان چڑھانے کے لیے دارالعلوم دیوبند ان کی پشت پر ہے۔ تربیتی کیمپ میں ماہر فن اساتذہ کرام اپنے تجربات اور پختہ علم کے ذریعہ اپنے فضلاء و علماء کرام کو نت نئے فتنوں کی خطرناکی سے واقف کراتے ہیں اور ان کے تازہ حملوں کی تردید و تنکیر کا اصول بتاتے اور حکمت و مصلحت کے ساتھ میدان عمل میں مسلمانوں کے دین و ایمان کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے کام کرنے کا طریقہ کار بتلاتے ہیں۔ تاکہ دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہونے والے یہ فضلاء کرام (جو قوم کا قیمتی اثاثہ اور سرمایہ ہیں اور قوم و ملت کی ان سے کافی امیدیں وابستہ ہیں) اپنے اپنے علاقوں میں جاکر قوم کی صحیح رہنمائی اور فتنوں کے سدباب کا ایمانی و اخلاقی فریضہ انجام دے سکیں اور ناخواندہ و پسماندہ عوام کے ایمان کو بچاسکیں۔

سال رواں میں بھی ۱۹ر تا ۲۴ر شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۰ر تا ۲۴ جون ۲۰۱۴ء کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کی زیر نگرانی اور مولانا شاہ عالم گورکھپوری کی زیر تربیت بمقام دارالحدیث (فوقانی) تربیتی کیمپ منعقد ہوا جس میں دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم وقف دیوبند، دارالعلوم شیخ زکریا دیوبند، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر و دیگر مدارس عربیہ کے دورۂ حدیث سے فارغ تقریباً دو سو طلبہ کرام نے شرکت کی اور علماء کرام کے تربیتی اسباق اور خطابات سے مستفید ہوئے۔ یہ پانچ روزہ کیمپ پندرہ نشستوں پر مشتمل رہا۔ روزانہ تین نشستیں صبح ۸ تا ۱۲ بجے، بعد نماز ظہر تا عصر اور بعد نماز مغرب تا عشاء منعقد ہوتی تھیں۔ طے شدہ عنوانات پر قاری سید محمد عثمان منصور پوری استاذ حدیث و ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند، حافظ اقبال احمد ملی صدر احیاء السنۃ اسلامک سینٹر مالیگاؤں، مولانا محمد راشد گورکھپوری استاذ شعبہ تحفظ ختم نبوت مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کے تربیتی اسباق و بیانات ہوئے۔ کیمپ کی بیشتر نشستوں میں مولانا شاہ عالم گورکھپوری نائب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کے پر مغز تربیتی اسباق ہوئے۔ علمائے کرام کے بیانات میں جو حوالے پیش کئے جاتے تھے۔ ان حوالوں کو بعد نماز ظہر کی نشستوں میں مولانا محمد جنید رانچوی، جناب ماسٹر محمد احمد گورکھپوری، مولانا

ذاکر سہارنپوری اور راقم الحروف (محمد شاہد انور بانگوی) کتابوں اور پروجیکٹر کی مدد سے دکھلاتے تھے جس کو دیکھ کر شرکاء کیمپ اطمینان کا اظہار کرتے اور ان حوالوں کو اپنی یادداشت میں نوٹ بھی کرتے۔ تاکہ وقت ضرورت ان کا استعمال کیا جاسکے۔

کیمپ کے اختتام پر بیشتر شرکاء نے اپنے احساسات وجذبات بشکل تأثرات قلم بند کرکے پیش کیئے جس کا ماحصل یہ ہے کہ اس طرح کے تربیتی کیمپ وقت کی ضرورت ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے طرز پر دیگر مدارس اسلامیہ کے ذمہ داران کو بھی اپنے اپنے مدارس وجامعات میں گاہے گاہے اس کا انعقاد کرانا چاہئے۔ راقم الحروف بھی اس کیمپ میں نہ صرف مسلسل شریک رہا۔ بلکہ تمام نشستوں میں ہونے والے بیانات کے اہم حصوں کو ضبط تحریر بھی کرتا رہا۔ کیمپ کے حوالے سے بندۂ ناچیز کے دل میں بھی احساسات کا ایک طوفان بپا ہے۔ جذبات کی لہریں اٹھ رہی ہیں۔ وہ جذبات کیا ہیں؟ آئندہ سطور میں نذر قارئین کیا جارہا ہے:

آپ ﷺ کے ارشاد گرامی: ''تقع الفتن فی بیوتکم کوقع المطر '' کے پیش نظر فتنے ہر زمانے میں پیدا ہوتے رہیں گے۔ فتنوں کے وجود سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ فتنوں سے اپنے آپ کو اور امت مسلمہ کو کیسے بچایا جائے؟ یہ لائق توجہ ہے۔ لیکن اس ارشاد گرامی: ''لاتزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم القیامة (صحیح مسلم ج۲ص۱۴۳)'' کی وجہ سے ایک جماعت ہمیشہ ان فتنوں سے نبرد آزمائی کرتی رہے گی اور اس جماعت کو غلبہ رہے گا۔

حدیث پاک: ''انه سیکون فی آخر ھذہ الامة قوم لھم مثل اجر اوّلھم، یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویقاتلون اھل الفتن ''اس امت کے اخیر زمانہ میں ایک جماعت ایسی پیدا ہوگی جس کا ثواب صحابہ کرامؓ کے ثواب کے مانند ہوگا۔ اس جماعت کے لوگ امر بالمعروف کریں گے۔ بری باتوں سے روکیں گے اور فتنہ پروروں سے مقابلہ کریں گے۔ حدیث پاک کا آخری جملہ: ''یقاتلون اھل الفتن '' پر علمائے دیوبند کاربند ہیں اور باطل کے سامنے سینہ سپر رہتے ہیں۔

یوں تو فتنوں کی پیدائش زمانہ رسالت ونبوت سے ہی شروع ہوگئی تھی۔ عہد نبوی ﷺ میں منافقین کا فتنہ پیدا ہوا جس کا بانی عبداللہ ابن سبا یہودی تھا۔ زمانہ خلافت ابوبکر صدیقؓ میں ارتداد، مانعین زکوٰۃ، جھوٹی نبوت اور منکرین خلافت کا فتنہ نمودار ہوا۔ زمانہ خلافت علیؓ میں رافضی، خارجی، مرجیہ، جہمیہ، کرامیہ اور معتزلہ کے نام سے فتنے نمودار ہوئے۔ اس کے بعد صحابہ کرامؓ، تابعینؒ عظام اور تبع تابعینؒ کے زمانہ میں بھی طرح طرح کے فرقے اور فتنے نمودار ہوتے رہے۔ اس کی ایک طویل داستان ہے جسے مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری کی کتاب ''ائمہ تلبیس'' میں مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

اٹھارہویں صدی عیسوی کے بعد تاریخ پر سرسری نظر ڈالتے ہیں تو مجموعی طور پر چند فتنوں کا وجود نظر آتا ہے۔ ۱۸۱۷ء میں معجزات وخوارق عادت واقعات کے انکار کے فتنے سے امت مسلمہ کو جوجھنا پڑا۔ ۱۸۴۴ء میں بابیت کا فتنہ علی محمد باب شیرازی کے ذریعہ وجود میں آیا۔ ۱۸۴۹ء میں مرزا یحیٰی صبح ازل کے ہاتھوں ازلی فتنہ ظہور

پذیر ہوا اور ۱۸۵۶ء میں بہائیت کا فتنہ بہاء اللہ ایرانی کے ذریعہ پیدا ہوا جس کا مولد و مدفن ایران ہے۔
دہلی کے کالکا جی میں لوٹس ٹیمپل (Lotus Temple) کے نام سے وسیع وعریض میدان میں بہائی مندر بنا ہوا ہے۔ بابیت اور بہائیت کی تفصیلی معلومات کے لئے مولانا شاہ عالم گورکھپوری کی کتاب ''بابیت اور بہائیت ایک تعارف'' مطالعہ کریں۔ ۱۸۷۰ء سے نام نہاد مجدد کے ہاتھوں بدعات وخرافات کے فتنہ نے جنم لیا۔ بدعات وخرافات تو اس سے قبل بھی پائی جاتی تھیں۔ مگر سنت کے نام پر بدعات کو بڑھاوا اس کے بعد ہی دیا گیا ہے۔ اس کی مکمل تفصیلات جاننے کے لئے علامہ ڈاکٹر خالد محمود کی کتاب ''مطالعہ بریلویت'' دیکھیں۔ ۱۸۸۰ء میں مرزا غلام احمد قادیانی کا فتنہ ظاہر ہوا۔ اس کی مکمل تفصیلات دیکھنے کے لئے ''احتساب قادیانیت'' اور کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کی مطبوعات کا مطالعہ کریں۔ ۱۸۸۶ء سے منظم طور پر فتنہ ترک تقلید نے جنم لیا جس نے اہل لوگوں کی تقلید ترک کروا کر نااہل لوگوں کی تقلید کرا کے عوام الناس کو گمراہی کے دلدل میں دھکیل دیا۔ اس فتنہ کی حقیقت سے آگاہی کے لئے مولانا محمد الیاس گھمن کی کتاب ''فرقہ اہل حدیث پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ'' کا مطالعہ فرمائیں۔ جھوٹے مدعی مہدویت سید محمد جونپوری کے ذریعہ برپا کئے ہوئے فتنوں سے واقفیت کے لئے مولانا محمد عبدالقوی حیدرآبادی کی کتاب ''مطالعہ مہدویت'' کا مطالعہ کریں۔ ۱۹۵۸ء میں عبداللہ چکڑالوی کے ذریعہ انکار حدیث کا فتنہ پیدا ہوا۔ اس سلسلہ میں مزید معلومات کے لیے ''فتنہ انکار حدیث'' مولانا سرفراز خاں صفدرؒ کی کتاب کا مطالعہ کریں۔ اس کا وہ ایڈیشن زیادہ مفید مطالعہ ہوگا جس پر مولانا شاہ عالم گورکھپوری نے اپنا مبسوط اور زبردست علمی مقدمہ تحریر کیا ہے۔
تربیتی کیمپ میں زیر بحث آئے چند فتنوں کے بارے میں مختصراً لکھا جاتا ہے۔ تاکہ قارئین کو ان فتنوں کی حقیقت سے آگاہی ہو:

فتنہ قادیانیت

اس فتنہ کی بنیاد ۱۸۸۰ء میں پڑی اس کے بانی ومحرک مرزا غلام احمد قادیانی کو انگریزوں کی بھرپور حمایت حاصل تھی۔ جب مرزا قادیانی ۱۸۶۴ء میں ایک کچہری میں ادنیٰ درجہ کی ملازمت منشی گیری کرتا تھا۔ اسی وقت یہ انگریزوں کے ہاتھ چڑھا۔ برطانوی حکومت کے افسران سے خفیہ ملاقات ہوئی اور اسی ملاقات کے نتیجہ میں چند ہی سالوں کے بعد ۱۸۶۸ء میں منشی گیری کی ملازمت ترک کر کے گھر بیٹھ گیا اور ۱۲ سال تک کتب خلافیات کے مطالعہ میں منہمک رہا اور آئندہ کے عزائم کو بروئے کار لانے کے منصوبہ سوچتا رہا۔
مرزا خود لکھتا ہے کہ: ''ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی گویا میں دنیا میں نہ تھا۔'' (کتاب البریہ، خزائن ج۱۳ص۱۸۱) پھر ۱۸۸۰ء سے اس نے انگریزی افسران سے خفیہ ملاقات میں طے شدہ منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کام کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ ابتداء میں مبلغ اسلام، مصلح اسلام اور مناظر اسلام کے نام پر لوگوں کے سامنے آیا اور کبھی کبھی آریوں اور ہندو دھرم کے پیشواؤں سے مناظرے اور مباحثے کیا کرتا تھا۔
اسی دوران حقانیت اسلام اور صداقت اسلام کو ثابت کرنے کے لئے تین سو دلائل سے مبرہن ۵۰ جلدوں میں کتاب لکھنے کا وعدہ کر کے لوگوں سے خوب چندہ بٹورا۔ لیکن وہ کتاب پچاس تو کجا پانچ جلدوں میں بڑی آرزوں

کے بعد منظر عام پر آئی بھی تو مگر ناقص۔ تین سو دلائل اس میں کہاں ذکر ہوتے ایک بھی دلیل مکمل نہیں آئی۔ چندہ لینے والوں کے خوب لعن طعن سننے کے بعد کتاب کو براہین احمدیہ جلد پنجم کا نام دے کر پیش کر دیا اور یہ اشتہار شائع کرا دیا کہ پچاس کا وعدہ پانچ سے پورا ہو گیا۔ کیونکہ ۵۰ اور ۵ میں صرف نقطہ کا فرق ہے۔

مرزا کادیانی اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بتدریج آگے بڑھتا ہے جس کے لئے انگریز نے کھڑا کیا تھا۔ ۱۸۸۰ء میں ہی اس نے ملہم من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا۔ ۱۸۸۲ء میں مجدد ہونے کا۔ ۱۸۹۱ء میں مسیح ابن مریم ہونے کا۔ ۱۸۹۹ء میں ظلی بروزی نبوت کا اور ۱۹۰۱ء میں باقاعدہ تشریعی نبوت اور عین محمد ہونے کا دعویٰ کیا اور سب سے اخیر میں ۱۹۰۲ء میں اس نے کرشن اوتار ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

انگریزوں کا مقصود یہی تھا کہ مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد کو ختم یا کم از کم سرد کرنے کے لئے کسی جعلی نبی کو کھڑا کیا جائے۔ مرزا کادیانی نے نبوت و رسالت کا دعویٰ کر کے انگریزوں کی اس خواہش کو پورا کرنے کی کوشش کی۔ مگر جس دین کا حامی و ناصر مالک دو جہاں ہو اس کا کوئی بھی بال بیکا نہیں کر سکتا۔ دعویٰ نبوت کے بعد مرزا کادیانی نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ جہاد کی منسوخی کا اعلان کیا:

چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال
دین کے لئے اب لڑنا حرام ہے

ہندوں سے جذبہ آزادی کو ختم کرنے کے لئے کرشن اوتار ہونے کا دعویٰ کیا۔ تا کہ ہندو بھی اپنے کرشن اوتار کی بات مان کر تحریک آزادی سے دستبردار ہو جائے اور انگریزوں کا مقصد ’’ہندوستانیوں کو غلام بنائے رکھو‘‘ پورا ہو جائے۔ دعویٰ نبوت کے بعد مسلمانوں نے اور دعویٰ کرشن اوتار کے بعد ہندؤوں نے سمجھ لیا کہ یہ شخص انگریزوں کا ایجنٹ ہے اور اسی کے ابرو واشاروں پر کام کر رہا ہے۔

اس فتنہ کے خلاف علمائے دیوبند سب سے پہلے میدان میں آئے اور عوام الناس کو اس فتنے کی خطرناکی سے روشناس کرایا۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے قادیان جا کر وہاں اجلاس منعقد کر کے مسلمانوں کو اس فتنہ کی زہرناکی سے باخبر کیا اور اس سے بچنے کی تدبیر بتلائی۔

۱۹۳۵ء میں بغرض پیروی مقدمہ پاکستان کا سفر کیا اور عدالت میں مرزائی پنڈت جلال الدین شمس کو لاجواب کر کے اسلام کی حقانیت کو ثابت کر دیا۔ ہندوستان میں اس فتنہ کے رد میں کام کرنے والوں میں مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا عبدالسمیع دیوبندیؒ، مولانا محمد مسلم دیوبندیؒ، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ، مولانا سید محمد علی مونگیریؒ، مولانا مرتضی حسن چاندپوریؒ، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ وغیرہم کے نام نمایاں ہیں۔ تقسیم ہند کے بعد یہ فتنہ ہندوستان سے پاکستان کی طرف منتقل ہو گیا۔ کادیانیوں نے پاکستان کی سرزمین کو اپنے لیے جائے پناہ سمجھا۔ لیکن پاکستان میں بھی اس فتنہ کی ناک میں نکیل ڈالنے کے لئے بہت سے محافظین ختم نبوت بروقت تیار تھے جس سے یہ فتنہ بڑھ نہ سکا۔ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا محمد مسلم دیوبندیؒ، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ، مولانا محمد یوسف صاحب بنوریؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ وغیرہم جیسے بیشمار

علماء دیوبند و منتسبین دیوبند نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے قادیانیوں کا ایسا تعاقب کیا کہ قادیانیوں کو ناکوں چنے چبانے پڑے۔

۱۹۵۳ء میں تقریباً دس ہزار مجاہدین ختم نبوت کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔ انہی قربانیوں کے نتیجے میں ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے پوری بحث و تحقیق کے بعد قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ ۲۶ر اپریل ۱۹۸۴ء کو جنرل ضیاء الحق نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کر کے پاکستان سمیت پوری دنیا میں قادیانیوں کو شعائر اسلام کے استعمال سے روک دیا۔ جس زمین کو قادیانیوں نے اپنے لئے نرم چارہ سمجھا تھا۔ وہی ان کے لیے مرگھٹ بن گیا۔

جھوٹے مدعیان مہدویت کا فتنہ

قرب قیامت مہدی کا ظہور ہوگا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’کیف تھلک امة انا اولھا والمھدی وسطھا والمسیح آخرھا‘‘ اس روایت سے واضح ہے کہ مہدی و مسیح دونوں کی آمد کی خبر دی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے آنے والے مہدی کے اوصاف و علامات بھی بیان کر دیئے۔ تا کہ کوئی جھوٹا دعویدار اس کا مصداق نہ بن سکے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’یخرج رَجُلٌ من أھل بیتی، یعمل بسنتی، وینزل اللّٰہ لہ البرکة من السماء وتخرج لہ الأرض برکتھا ویملأ الأرض عدلاً کما ملئت ظلماً (عرف الوردی ۱۸۰)‘‘ دوسری جگہ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’یملک العرب رجل من اھل بیتی یواطئُ اسْمُہٗ اِسْمِی وَ اسْمُ اَبِیْہِ اِسْمِ اَبِیْ (ابوداؤد ج۲ ص۵۸۸)‘‘ ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ظاہر ہونے والا مہدی نبی کریم ﷺ کے اہل بیتؓ سے ہوگا۔ ان کا نام محمد، والد کا نام عبداللہ ہوگا۔ مہدی علیہ الرضوان کا ظاہر ہونا متواتر احادیث سے ثابت ہے۔

آپ ﷺ کے ظاہر ہونے مہدی کی علامات و اوصاف بیان فرما دینے کے باوجود بعض عقل کے اندھوں نے مہدویت کا دعویٰ کر کے اپنے آپ کو دائرہ اسلام سے باہر کر لیا اور جہنمیوں کی قطار میں کھڑا کر لیا ہے۔ ان دعویداروں کے پیچھے ایسی نادیدہ قوتیں اور ماورائی طاقتیں کارفرما ہوتی ہیں جس کی سربراہی یہود و نصاریٰ اور اسلام دشمن اشخاص کرتے ہیں۔ یہ جھوٹے دعویدار جانے انجانے میں ان کے شکار ہوتے ہیں۔ گذشتہ سال ذرائع ابلاغ میں خبر آئی تھی کہ ایرانی حکومت امام مہدی ہونے کے دعویداروں سے پریشان ہے۔ صرف تیرہ تیرہ دن میں مہدی المنتظر ہونے کے دعویٰ کرنے والے بیس افراد گرفتار کیے گئے جن میں سے اٹھارہ کا تعلق یہودی تنظیم فری میسن سے ہے۔ ان تمام لوگوں نے جشن نوروز منانے کے دوران ایران کے مشہور مذہبی شہر ’’قم‘‘ میں دعویٰ کیا تھا۔ اس وقت ایرانی جیلوں میں تقریباً ساڑھے تین ہزار افراد قید کی سزا کاٹ رہے ہیں جنہوں نے ۲۰۰۶ء سے ۲۰۱۲ء تک کے دوران مختلف مواقع پر مہدویت کے دعویٰ کیے ہیں۔ مہدویت کے دعویداروں میں مرد ہی صرف نہیں ہیں۔ بلکہ عورتوں نے بھی اس میدان میں قدم رکھا ہے۔ چنانچہ ۲۰۰۶ء میں ایران کی حکومت نے ’’فریدہ‘‘ نامی ایک عورت کو گرفتار کیا تھا جس کا دعویٰ امام مہدی کی اہلیہ ہونے کا تھا۔

ابھی چند سالوں میں بے شمار مدعیان نبوت ومہدویت ظاہر ہوئے ہیں۔اخباری اطلاع کے مطابق صرف ہندوستان میں اس وقت مہدویت کے تین دعویدار ہیں۔ایک نے اپنی پناہ گاہ مہاراشٹر کے چالیس گاؤں علاقہ کے قریب مہدی نگر کے نام سے محلہ بسا کر بنا لیا ہے۔اس کا نام شکیل ابن حنیف ہے جو بہار کے ضلع دربھنگہ کے گاؤں عثمانپور کا باشندہ ہے۔دربھنگہ سے دہلی بغرض ملازمت آیا تھا اور نبی کریم نئی دہلی میں تقریباً گیارہ سال تک ایک الیکٹریشن کی دکان میں کام کرتا رہا۔پھر یہاں سے چھوڑ کر رمیش پارک لکشمی نگر میں رہنے لگا اور تبلیغی جماعت میں جا کر لوگوں کو اپنا ہم نوا بنانے لگا۔جب اس کو اندازہ لگ گیا کہ کچھ لوگ ہم سے مانوس ہوگئے ہیں تو اس نے ۲۰۰۳ء میں لکشمی نگر کی ”ایک منارہ مسجد“ میں مہدی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔پھر تو جماعت دار ساتھیوں نے بھی اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور ایک دن اسی مسجد میں عصر سے عشاء تک یرغمال بنائے رکھا اور اس کی جم کر پٹائی اور اس کی مدافعت میں آنے والے اس کے بھائی کی بھی عجیب درگت بنائی۔اس کے سر کے ایک طرف کا بال مونڈ کر شہر میں گھمایا اور ان سب کو واپس دربھنگہ بھیجنے کے لئے پرانی دہلی ریلوے اسٹیشن تک پہنچا دیا۔مگر بدقسمتی سے اس دن ٹرین لیٹ تھی۔اس لئے پہنچانے والے افراد واپس آگئے۔جب ان لوگوں نے دیکھا کہ یہ لوگ واپس ہوگئے تو ان لوگوں نے بھی دربھنگہ جانے کے بجائے دہلی کے دوسرے علاقے کو اپنا ٹھکانہ بنالیا۔مگر دہلی میں زیادہ دن تک نہیں رہ سکا اور اس نے مہاراشٹر کا رخ کر لیا اور تا حال وہیں قیام پذیر ہے۔اس کی پٹائی کرنے والوں نے بتایا کہ یہ ٹی بی کا مریض تھا۔اس کے پاس اتنا پیسہ بھی نہیں تھا کہ وہ اپنا علاج کرا سکے۔ہم لوگوں نے چندہ کر کے اس کو علاج کے لئے رقم دی۔اس کی ماضی کی زندگی فقر وفاقہ اور غربت وافلاس میں گذری ہے۔لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص اپنے ماننے والوں پر پیسوں کی برسات کر رہا ہے اور مہدی نگر میں غلہ وپانی اور آسائش دنیا کی فراوانی کر رہا ہے۔اس کے پاس یہ سب کہاں سے آیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سب ماورائی طاقتوں کا حصہ ہے۔

دوسرا شخص جدید ٹیکنالوجی اور انٹرنیٹ کے ذریعہ مہدویت کا حقیقی دعویدار جتلا رہا ہے اور ای میل سے بیعت کی دعوت دے رہا ہے۔اس کا نام موود احمد خان بتایا جاتا ہے۔وہ حیدرآباد کا رہنے والا ہے۔عورتوں جیسے لمبے لمبے بال اور چہرا بالکل صاف ہے۔یہ پہلے قادیانی تھا۔قادیانیوں نے اس کو اپنی جماعت سے الگ کر دیا جب سے مہدویت کا مدعی بن گیا ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کو کانا دجال بتاتا ہے۔یہ اپنے ہی گھر میں نظر بند ہے اور YouTube کے ذریعہ اپنا خرافات وبکواس لوگوں تک پہنچا رہا ہے۔

تیسرا شخص کشمیر کا باشندہ ہے۔اس کا نام گلزار ہے۔۲۰۱۳ء میں اس نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔دعویٰ مہدویت کے بعد جیل کی کالی کوٹھری میں اپنے کالے کرتوت کو یاد کر رہا ہے۔

اسی طرح پڑوسی ملک پاکستان میں بھی برساتی مینڈک کی طرح مہدویت کے دعویدار پیدا ہو رہے ہیں۔نصف دہائی کے اندر کم وبیش دس افراد نے مہدویت کے میدان میں قسمت آزمائی کی ہے جس میں سے سب کے رابطے کسی نہ کسی طرح ماورائی قوتوں سے ضرور ہے۔اس کا اندازہ اس وقت لگتا ہے جب ان کوڑ مغزوں کو توہین رسالت جرم کی پاداش میں جیل کی کالی کوٹھری میں دھکیلا جاتا ہے تو یہی طاقتیں ان کی پشت پناہی کرتی ہیں۔

سانحہ حیدری روڈ گوجرانوالہ کے حقائق

سید احمد حسین زید

کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ازل کے بدنصیب اور بدبخت ہوتے ہیں۔ آنجہانی مرزا غلام قادیانی اور اس کے پیروکار بھی اسی زمرہ میں آتے ہیں۔ گوجرانوالہ شہر کے مختلف حصوں میں آئین شکن، پاکستان مخالف اور اکھنڈ بھارت کے حامی قادیانی رہائش پذیر ہیں۔ عرفات کالونی اور رشید کالونی اس حوالہ سے ایک ایسا علاقہ ہے جہاں کچھ قادیانی خاندان موجود ہیں۔ یہ طاقتور، بدزبان اور فسادی قسم کے لوگ ہیں۔ ۱۹۹۲ء میں ڈش پر تبلیغ کے حوالہ سے اس علاقہ میں کافی شور ہوا۔ مسلمانوں کے احتجاج پر ان کی ارتدادی سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے پابندی لگی۔ اس پر قادیانیوں نے نام نہاد مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹا اور ۲۷ قادیانی کینیڈا میں سیاسی پناہ لینے میں کامیاب ہوگئے جن میں منور، بشارت، رضوان، شفیق، اویس وغیرہ شامل ہیں۔ بیرون ملک پناہ کے لئے قادیانیوں کو یہ خوب ہتھیار مل گیا ہے۔ وہ خود ہی فتنہ وفساد برپا کرتے ہیں اور نام نہاد مظلومیت کا روپ دھار کر یورپی ممالک کو چلے جاتے ہیں۔

۱۹۹۲ء میں وقتی خاموشی کے بعد قادیانیوں نے منظم انداز میں کام کرنا شروع کردیا۔ نوجوان اور نئی نسل کو اپنی جدوجہد کا مرکز بنالیا۔ دوستیاں اور یارانے بنا کر انہیں اپنے دام میں پھنسانے کا چکر چلایا۔ قادیانی نوجوان عاقب سلیم عرف مشوان قادیانیوں میں اس حوالہ سے پیش پیش تھا۔ اس نے کئی نوجوانوں سے دوستی کر رکھی تھی۔ فیس بک پر اس نے عاقب جانی کے نام سے آئی ڈی بنا رکھی ہے۔ ایک مسلم نوجوان صدام حسین ولد مشتاق احمد جس کی فیس بک آئی ڈی گل حسین کے نام سے ہے۔ اس پر عاقب قادیانی نے بیت اللہ شریف کی بے حرمتی پر مشتمل تصویر شیئر کی۔ تصویر کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں۔ ناپاک جسارت ہے۔ خانہ خدا کی بے حرمتی اور توہین کی گئی ہے۔ ایک انگریز عورت کو برہنہ کر کے بیت اللہ شریف پر بٹھایا گیا ہے۔ حجاج کرام کے سروں پر اس کے قدم ہیں اور ایسا منظر بنایا گیا ہے کہ وہ بیت اللہ شریف پر .... کر رہی ہے۔ نعوذ باللہ! استغفر اللہ!

رمضان المبارک کی ۲۹ویں شب، ۲۷ جولائی ۲۰۱۴ء کو صدام حسین کی عاقب قادیانی سے تو تکار ہوگئی۔ معاملہ بڑوں تک پہنچا۔ چودھری مقبول احمد علاقہ کے سابق کونسلر ہیں۔ انہوں نے مداخلت کی۔ عاقب کو اس کی غلطی کا احساس دلایا۔ لیکن اپنی طاقت کے نشہ میں تھا اور قادیانی جماعت کی پوری سپورٹ حاصل تھی۔ وہ گالی گلوچ کرتا اور دھمکاتا ہوا گیا اور کم وبیش سو کے قریب قادیانی لڑکے جمع کر کے پہلے خشت باری اور پھر فائرنگ کردی۔ اس سے تیرہ چودہ سال کا ایک لڑکا محمد زکریا بن محمد حاکم خان ساکن گلی نمبر تین رشید کالونی زخمی ہوگیا۔ چودھری مقبول احمد اور دیگر افراد بچے کو لے کر ہسپتال چلے گئے۔ جبکہ علاقہ کے معززین نے تھانہ پیپلز کالونی گوجرانوالہ کا رخ کیا۔ تھانہ کے ایس ایچ او اصغر ملک صاحب دو روز قبل ہی آئے تھے۔ انہوں نے حالات کی سنگینی کا اندازہ کرنا پسند نہ فرمایا اور روایتی پولیس گردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کبھی اے ایس آئی اور کبھی ڈی ایس پی صاحب کے چکر لگوائے۔ ڈی

ایس پی صاحب نے بھی حالات کی سنگینی کو محسوس نہ کیا۔ معززین پولیس کے چکروں میں رہے۔ مسلمان بچے کے زخمی ہونے پر قادیانی ایک گھر میں اپنی چند خواتین اور بچوں کو قید کر کے کنڈی لگا کر اپنے گھروں سے بھاگ گئے۔ لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہوتا گیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جلاؤ گھیراؤ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ کچھ لوگوں نے لوٹ مار بھی کی۔

جب معززین علاقہ واپس آئے تو دیکھا کہ قادیانیوں کے گھر شعلوں کی نذر ہیں۔ پولیس اور انتظامیہ کے اعلیٰ افسران بھی پہنچ گئے۔ متاثرہ عمارتوں تک پولیس جا نہیں رہی تھی۔ معززین علاقہ اپنی جان پر کھیل کر اپنی نگرانی میں ریسکیو ٹیم کو لائے۔ شعلوں میں گھرے مرزائیوں کو نکالا جن میں میاں اعجاز، ملک عرفان، محمد لطیف منہاس، ہمایوں وغیرہ شامل ہیں۔ کچھ زخمی بھی ہوئے۔ ایک قادیانی خاتون بشریٰ اور دو بچیاں دھوئیں کی وجہ سے سانس رکنے پر انتقال کر گئیں۔ معززین اس سارے کام میں پیش پیش رہے۔ اسی دوران ضلعی امن کمیٹی کے ارکان مولانا قاری سلیم زاہد سربراہ، چودھری بابر رضوان باجوہ، مولانا محمد مشتاق چیمہ اور مولانا محمد سعید احمد صدیقی مجددی مشتعل ہجوم میں داخل ہوئے اور لوگوں کو پرامن رکھنے کی کوشش کی۔

اطلاع ہونے پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ٹیم ضلعی نائب امیر مولانا قاری منیر احمد قادری کی سربراہی میں پہنچی اور عوام کو پرامن ہونے کی درخواست کی۔ امن کمیٹی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ارکان رات ساڑھے بارہ بجے کے قریب علاقہ میں داخل ہوئے۔ اس وقت تک بہت کچھ ہو چکا تھا۔ پولیس نے 550/14 اور 553 پر دو مقدمات درج کر لئے۔ قادیانی رشید کالونی گلی نمبر 2، 3 اور 4 بازار نمبر 3 نزد ریس کورس روڈ گوجرانوالہ میں رہتے تھے۔ قادیانی بوٹا ولد منیر بھٹی کی درخواست پر صدام احمد، افتخار احمد، خرم مہر، محمد آصف بٹ، آصف دھوبی، نوری اور طارق جوگی جو کہ قادیانیوں کو بچانے میں پیش پیش تھے پر نامزد اور چار پانچ سو نامعلوم افراد کے خلاف 302/436,148/149 اور 7 اے ٹی اے کے تحت مقدمہ درج کر لیا۔

درخواست میں مولانا حاکم خان پر اسپیکر کے ذریعے شرانگیز اعلان کرنے کا الزام عائد کیا گیا ہے جو سراسر جھوٹ پر مبنی ہے جیسی آنجہانی مرزا غلام قادیانی کی سنت ہے کہ ”جھوٹ بولو اور خوب بولو“۔ درخواست میں منیر قادیانی نے لکھا ہے کہ سانس رکنے کی وجہ سے اس کی والدہ بشریٰ، حرا تبسم، کائنات تبسم دختران منیر قادیانی ہلاک ہو گئیں۔ وجہ عناد اپنا قادیانی ہونا اور فیس بک پر عاقب سلیم کی طرف سے قابل اعتراض تصویر کو قرار دیا گیا ہے۔ شبیر حسین ولد محمد بشیر گل کی طرف سے دی گئی درخواست پر 324/295A اور 8 اے ٹی اے اور W-11 کے تحت مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ عاقب سلیم قادیانی نے خانہ کعبہ کی بے حرمتی والی تصویر شیئر کی جس سے مذہبی جذبات شدید مجروح ہوئے۔ عاقب قادیانی کے چچا زاد بھائی ڈاکٹر سہیل (جو مسلمان ہیں) اور عتیق (قادیانی) سے ملاقات کی اور حالات سے آگاہ کیا۔ عاقب قادیانی نے کہا کہ یہ تصویر شیئر کی ہے جو کرنا ہے کر لو، اب تم یہاں سے بھاگ جاؤ۔ ورنہ تمہیں قتل کر دیں گے۔ اس کے ساتھ ہی وہ اپنے ایک عزیز ڈاکٹر سہیل کے مکان پر چڑھ گیا اور فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں محمد زکریا ولد محمد حاکم شدید زخمی ہو گیا جس کو لے کر ہم سول ہسپتال چلے گئے۔ عثمان ولد فتح محمد اور افتخار ولد محمد لطیف بھی اس موقع پر موجود تھے۔ ان دونوں مقدمات میں ایک بات مشترک

ہے کہ قادیانیوں نے فیس بک پر قابل اعتراض تصویر شیئر کی جو اس سانحہ کی بنیاد بنی۔ قادیانیوں کی طرف سے فائرنگ کر کے حالات کو جان بوجھ کر خراب کیا گیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کا ہنگامی اجلاس ۲۹ جولائی ۲۰۱۴ء بروز عید کو امیر ضلع حضرت مولانا محمد اشرف مجددی صاحب کے ہاں ہوا جس میں مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم کی ہدایات کی روشنی میں لائحہ عمل طے کیا گیا۔ اسی کی روشنی میں ۳۰ جولائی ۲۰۱۴ء بروز بدھ ماہرین قانون سے مشاورت کی گئی ۔ رانا محمد راشد خان ایڈووکیٹ، میاں شاہد علی ایڈووکیٹ، عبدالعزیز بھٹی ایڈووکیٹ اور رانا عبدالغفار ایڈووکیٹ کے ساتھ الحاج میاں ضیاء اللہ، مولانا قاری منیر احمد قادری، مولانا محمد عارف شامی، رانا کفیل خاں اور حضرت مولانا محمد اشرف مجددی نے مشاورت کی۔ ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن گوجرانوالہ کے صدر چودھری احور طفیل وڑائچ ایڈووکیٹ نے بذریعہ فون اس سانحہ پر دکھ کا اظہار کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے موقف کی حمایت کا اعلان کیا اور ہر ممکن قانونی معاونت کی پیشکش کی۔

۳۱ جولائی ۲۰۱۴ء کو مرکزی جامع مسجد ختم نبوت ہاشمی کالونی کنگنی والا میں آل پارٹیز ختم نبوت کانفرنس ہوئی جس کی صدارت امیر ضلع حضرت مولانا محمد اشرف مجددی نے کی۔ اجلاس سے جمعیت علمائے اسلام ف کے ضلعی جنرل سیکرٹری چودھری بابر رضوان باجوہ، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے صوبائی نائب صدر مولانا حافظ گلزار احمد آزاد، مرکزی جمعیت اہل حدیث کے امیر شیخ الحدیث مولانا محمد امین محمدی، ناظم ضلع مولانا محمد مشتاق چیمہ، جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنۃ کے راہنما مولانا حافظ محمد صدیق نقشبندی، مولانا محمد صادق صدیقی، مولانا رستم علی شاہ، جمعیت علماء اسلام کے راہنماؤں مولانا مفتی جمیل احمد گجر، مولانا محمد ریاض جھنگوی، مولانا حافظ احمد اللہ، مولانا قاری محمد ادریس قاسمی، جمعیت علمائے پاکستان نورانی کے صوبائی سیکرٹری نشر و اشاعت مولانا ابو یاسر اظہر حسین فاروقی، ضلعی نائب صدر مولانا محمد شبیر احمد صدیقی، چیئرمین امن کمیٹی گوجرانوالہ ڈویژن مولانا قاری محمد سلیم زاھد، اہل سنت والجماعت کے ڈویژنل راہنما مولانا سید غلام کبریا شاہ، پاکستان علماء کونسل کے مرکزی وائس چیئرمین علامہ محمد ایوب صفدر، ڈویژنل صدر مولانا حافظ محمد عبداللہ، ضلعی صدر مولانا امجد محمود معاویہ، ادارہ تنظیم الاسلام کے مولانا محمد سعید احمد صدیقی مجددی، تحریک جعفریہ کے راہنما اور ممبر امن کمیٹی سید مظاہر علی بخاری، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں مولانا قاری منیر احمد قادری، پروفیسر حافظ محمد انور، سید احمد حسین زید، مولانا قاری عبدالغفور آرائیں، قاری شوکت نصیر، حافظ محمد ثاقب، رانا محمد کفیل خاں، مولانا قاری عبدالغفور گورمانی، مولانا محمد اکمل جامی، مولانا محمد عارف شامی، مبلغین توحید و سنت کے راہنما حافظ محمد یونس، جمعیت اہل سنت والجماعت کے راہنما مولانا مفتی نعمان احمد اور دیگر سینکڑوں افراد کے علاوہ علاقہ کے معززین چودھری مقبول احمد سابق کونسلر، محمد افتخار، مولانا قاری حاکم خاں، روزنامہ اسلام کے ڈسٹرکٹ بیورو چیف مفتی سید اسامہ بن زید نے شرکت کی۔ پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی نے مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی۔ کانفرنس میں آل پارٹیز ختم نبوت رابطہ کمیٹی قائم کی گئی جو درج ذیل افراد پر مشتمل ہے:

سرپرست : ۱...... شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی۔ ۲......ابو طاہر مولانا عبدالعزیز چشتی
۳......شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد امین محمدی

کنوینئر : جانشین درگاہ ابوالبیان مولانا صاحبزادہ محمد رفیق احمد مجددی

سیکرٹری : سید احمد حسین زید عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

ڈپٹی سیکرٹری: رانا محمد کفیل خاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

ارکان : ۱......قاری محمد سلیم زاہد چیئرمین امن کمیٹی۔۲......سید غلام کبریا شاہ اہل سنت والجماعت۔ ۳......چودھری بابر رضوان باجوہ جمعیت علماء اسلام۔۴......مولانا ابویاسر اظہر حسین فاروقی جمعیت علمائے پاکستان۔ ۵......علامہ محمد ایوب صفدر پاکستان علماء کونسل۔۶......مولانا محمد مشتاق چیمہ مرکزی جمعیت اہل حدیث۔۷......بلال قدرت بٹ جماعت اسلامی۔۸......مولانا محمد اشرف مجددی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت۔۹......سید مظاہر علی بخاری ممبر امن کمیٹی۔کانفرنس میں قراردادوں کے ذریعے درج ذیل مطالبات کئے گئے:

۱...... جمعۃ المبارک کو یوم احتجاج منایا جائے گا اور علماء کرام عوام الناس کو حقیقت حال سے آگاہ کریں گے۔

۲...... عاقب قادیانی اور اس کی فیملی کا نام ایگزٹ کنٹرول لسٹ میں شامل کیا جائے تاکہ وہ بیرون ملک نہ بھاگ سکیں۔

۳...... سانحہ کی غیر جانبدارانہ انکوائری کی جائے۔جوائنٹ انویسٹی گیشن ٹیم میں امن کمیٹی کے ارکان کو شامل کیا جائے۔

۴...... قادیانیوں کی طرف سے درج کروائی گئی ایف آئی آر بے بنیاد ہے اس کا جائزہ لے کر دہشت گردی اور قتل کی دفعات ختم کی جائیں۔

۵...... قادیانیوں نے بیت اللہ شریف کی توہین کر کے مسلمانوں کے جذبات سے عمداً کھلواڑ کیا ہے اور پھر فائرنگ کر کے مسلمانوں کو زخمی کرنے کے ساتھ ساتھ فتنہ وفساد برپا کیا ہے۔ان کے خلاف دہشت گردی کی دفعات اور 295/C کے تحت کارروائی کی جائے۔

۶...... وکلاء کی ٹیم کی مشاورت سے تمام قانونی تقاضے پورے کئے جائیں گے۔

۷...... اندرون و بیرون ملک سے مسلمانوں کو دھمکی آمیز فون کرنے والے قادیانیوں کے خلاف سخت ترین کارروائی عمل میں لائی جائے۔

۸...... پولیس کی غفلت کا نوٹس لے کر ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کی جائے۔پولیس بروقت کارروائی کر کے حالات کو سنگین ہونے سے بچا سکتی تھی مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ: ☆......امن وامان سے رہتے ہوئے قادیانیوں کو کیا افتاد پڑی تھی کہ انہوں نے اچانک بیت اللہ کی بے حرمتی پر مبنی تصویر شیئر کی؟ ☆......معاملہ کو سمیٹنے کی بجائے فائرنگ کر کے مسلمان کو زخمی کیا اور اشتعال پھیلایا۔☆...... چند خواتین اور بچوں کو ایک گھر میں تالا بند کر کے علاقہ سے بھاگ گئے۔☆......کسی مسجد سے اس حوالہ سے کوئی اعلان نہیں کیا گیا۔پھر من گھڑت اور جھوٹا الزام لگا کر واقعہ کو غلط رنگ دیا گیا۔☆......چیمبرز کالونی تھانہ اور سول لائن میں موجود معززین کو جو واقعہ کے وقت موجود نہ تھے نامزد کیا گیا۔......یہ کیا ہے؟ سوچئے اور خود فیصلہ کیجئے!

تبصرہ کتب

مولانا عبداللہ معتصم

یزید اکابر اہل سنت دیوبند کی نظر میں: مرتبین: قاری محمد ضیاء الحق، میاں رضوان نفیس: صفحات: ۳۰۸: قیمت: درج نہیں: ملنے کا پتہ: شاہ نفیس اکیڈمی لاہور

دور حاضر کا ایک فتنہ یزید کے مداحوں کا ہے جو تحقیق، حق گوئی اور اعتدال کے نام پر یزید کی حمایت اور امام حسینؓ کی مخالفت کر کے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ان کے قلم کا سارا زور یزید کی حمایت اور حضرت امام حسینؓ کی مخالفت پر صرف ہوتا ہے۔ جگر گوشہ رسول ﷺ، ہدایت کے مینار، جنت کے نوجوانوں کے سردار، سیدنا امام حسینؓ کے مقابلے میں فاسق، فاجر یزید کی کیا حیثیت۔ ''چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک'' یزید کی مدح سرائی میں غلو اور امام حسینؓ کی تعظیم وتوقیر میں کوتاہی کا ارتکاب کرنے والے طوطا چشموں کے لئے زیر نگاہ کتاب سرمۂ چشم ہے۔ جناب میاں محمد رضوان نفیس لائق صد تبریک وتحسین ہیں کہ انہوں نے قاری ڈاکٹر ضیاء الحق کی کتاب ''یزید اکابر دیوبند کی نظر میں'' کو اضافات مفیدہ کے ساتھ شائع فرمایا۔ کتاب میں اکابر اہل سنت والجماعت کے خاص کرشمے نظر نواز ہو رہے ہیں۔ فکر سلیم کی روشنی بھی ہے اور علم وتحقیق کی سنجیدگی بھی۔ کتاب کی طباعت، بائنڈنگ، کاغذ، سرورق بہترین اور قابل داد ہیں۔ ایک نایاب تحفہ ہے۔ ہر صاحب ذوق کی لائبریری کی زینت ہونی چاہئے۔

خوشبوئے رسول ﷺ: مولانا محمد احسان اللہ فاروقی: صفحات: ۲۰۸: قیمت: درج نہیں: ملنے کا پتہ: مکتبہ الحبیب، مرکز عمر فاروق، سیالکوٹ۔

حضور سرور کائنات ﷺ کا تذکرہ جس حوالہ اور جس نام سے کیا جائے، باعث کامیابی وکامرانی ہے۔ ہدایت اور نجات کا پیش خیمہ ہے۔ زیر نظر کتاب میں مولانا احسان اللہ فاروقی صاحب نے خوشبو کے حوالہ سے رسالت مآب ﷺ کا تذکرہ کیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے نام مبارک کی خوشبو، تصور مبارک کی خوشبو، مبارک سانسوں کی خوشبو، جسم مبارک کی خوشبو، بوقت وصال خوشبو، میدان حشر کی خوشبو، آپ کے عشاق کی خوشبو، الغرض پوری کتاب سراپا خوشبو ہی خوشبو ہے۔ انداز بیان اور طرز تحریر نہایت عمدہ ہے۔ ہر عنوان کو آیات مبارکہ واحادیث نبوی اور خوبصورت اشعار سے مبرھن ومزین کیا ہوا ہے۔ ساتھ ساتھ زبان وبیان کی لطافت اور ادبی چاشنی بھی نمایاں ہے۔ کتاب کا سرورق نہایت خوبصورت ہے۔ جس پر گنبد خضریٰ اور حرم پاک کو پھولوں کے جھرمٹ میں دکھایا گیا ہے۔ معیاری کاغذ پر دورنگہ چھپائی کتاب کے حسن کو چار چاند لگا دیتی ہے۔ ہر باب کے آخر میں خطاطی کے عمدہ نمونے بھی پیش کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کو ہر صاحب ذوق کی لائبریری کی زینت ہونا چاہئے۔

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ

ختم نبوت کانفرنس پشاور

۷ ستمبر بروز اتوار بعد نماز عشاء بمقام ختم نبوت چوک قصہ خوانی بازار پشاور میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام حسب سابق ایک عظیم الشان کانفرنس بعنوان ''چالیسواں یوم ختم نبوت'' منعقد ہوئی۔ جس میں ہزاروں کی تعداد میں عشاق محمد ﷺ نے شرکت کی۔ مسند صدارت کو حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مدظلہ بانی سراج المدارس وخانقاہ سراجیہ ٹیکسلا نے رونق بخشی۔ اسٹیج پر پشاور کے مشائخ مولانا نقیب اللہ، مولانا لطف اللہ حقانی، قاری سمیع اللہ جان فاروقی، مولانا پروفیسر خیر البشر کے علاوہ ختم نبوت ضلع صوابی کے امیر مولانا شیخ اعزاز الحق اور ضلع بنوں کے امیر مولانا مفتی عظمت اللہ اور دیگر علماء کرام رونق افروز تھے۔ صوبائی امیر مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی نے انتہائی عقیدت سے مہمان خصوصی مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، نمونہ اسلاف حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ کا تعارف کرایا اور انہیں دعوت خطاب دی۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی اور مولانا قاضی احسان احمد کراچی نے اپنے مدلل وعلمی بیان سے سامعین کی تشنگی دور فرمائی۔ پشتو زبان میں قاری سمیع اللہ جان فاروقی اور دیگر مقامی مقررین نے اپنی تقریر میں عقیدہ ختم نبوت کی عظمت، فضیلت اور اہمیت بیان کی۔ ۷ ستمبر کے حوالے سے عوام الناس کو آگاہ کیا اور قادیانیوں کے مکر وفریب اور خفیہ چالوں کو طشت ازبام کرتے ہوئے مجاہدین ختم نبوت اور شہداء ختم نبوت کی قربانیوں کو خراج تحسین پیش کیا اور قادیانیوں اور قادیانی مصنوعات سے بائیکاٹ کے متعلق عہد لیا۔ مولانا پروفیسر خیر البشر نے قراردادیں پیش کیں اور عوام الناس سے بھرپور تائید حاصل کی۔ الحمدللہ! حاضرین جلسہ نے عزم کیا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سائے تلے مرتے دم تک تحفظ ختم نبوت وتحفظ ناموس رسالت اور اسلامی قوانین کی حفاظت کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ کانفرنس کا اختتام مولانا عبدالغفور صاحب مدظلہ کی دعا سے ہوا۔

منظور ہونے والی قراردادیں

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کا یہ اجتماع تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء کے قائدین کارکنوں اور شہداء کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔ جن کی لازوال قربانیوں اور بے مثال جدوجہد کے ثمرہ میں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔

☆...... یہ اجتماع یہ واضح کر دینا چاہتا ہے کہ آئین پاکستان کو سبوتاژ یا معطل کرنے کی کوشش کو ناکام بنانے کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا اور تحفظ ختم نبوت تحفظ ناموس رسالت اور اسلامی دفعات کی حفاظت کے لئے دنیائے کفر کے اہلکاروں کی ہر سازش کو انشاء اللہ ناکام بنایا جائے گا۔

☆...... یہ اجتماع موجودہ دور حکومت میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں اور ملک وملت کے خلاف سازشوں

کی بھرپور مذمت اور حکومتی بے حسی اور سرپرستانہ رویے پر تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ یہ اجلاس حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانیوں کی سرپرستی کر کے شمع رسالت ﷺ کے پروانوں کی دل آزاری نہ کی جائے اور قادیانیوں کو تمام حساس اور کلیدی آسامیوں سے ہٹا کر امتناع قادیانیت آرڈیننس ۱۹۸۴ء کا پابند بنایا جائے۔

☆...... یہ اجتماع واضح کرنا چاہتا ہے کہ بشمول پاکستان دنیا کے کسی بھی ملک میں ہونے والی دہشت گردی سے علمائے کرام کا کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ ایک سازش کے تحت جید علمائے کرام کو آئے دن دہشت گردی کا نشانہ بنا کر شہید کیا جارہا ہے۔ جبکہ مرکزی حکومت صرف تماشہ دیکھتی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماء مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ، مولانا نذیر احمد تونسویؒ، مولانا محمد حسن جانؒ، مولانا مفتی سعید احمد جلالپوریؒ و اکابر علماء کے قاتلوں کا آج تک کوئی سراغ نہیں لگایا گیا۔ یہ سب دین دشمنی پالیسی کا ثبوت ہے۔ یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ حضرت جلالپوریؒ کے قتل کے کیس میں نامزد ملزم کو گرفتار کیا جائے۔

☆...... یہ اجتماع نصاب تعلیم میں سے اسلامی مضامین نکالنے پر حکومت خیبر پختونخواہ کی بھرپور مذمت کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ نصاب تعلیم مرتب کرنے کے لئے اپنے اسلام دوست ماہرین تعلیم کی خدمات حاصل کی جائیں اور برطانوی ادارے سے یہ کام واپس لیا جائے۔

☆...... یہ اجتماع فلسطین میں نہتے مسلمانوں پر اسرائیلی مظالم کی مذمت کرتا ہے۔ نیز وطن عزیز، کشمیر، افغانستان، لیبیا، عراق اور دیگر مسلم ممالک کے سلسلہ میں امریکہ اور یورپی ممالک کے دوغلے کردار کی سخت مذمت کرتا ہے۔

☆...... پاکستان میں اکثر این جی اوز اسلام کے خلاف قادیانیت کی حمایت بہائیت اور عیسائیت کے پرچار اور امدادی کاموں کی آڑ میں اسلام اور ملک دشمن سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ ان پر پابندی لگائی جائے۔

☆...... یہ عظیم اجتماع مرکزی حکومت اور وزارت مذہبی امور سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانی ٹریول ایجنٹوں سے حج کوٹہ واپس لیا جائے جو کہ قادیانیوں کو مسلمان ظاہر کر کے عازمین حج کے ساتھ بھیجتے ہیں۔

☆...... یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانی دہشت گرد اداروں اور قادیانی عسکریت پسند تنظیموں خدام الاحمدیہ، انصار اللہ، لجنہ اماء اللہ اور تنظیم اطفال الاحمدیہ پر مکمل پابندی عائد کی جائے اور ان کے اکاؤنٹس کی فی الفور چھان بین کی جائے۔

☆...... پرویزی دور حکومت سے قبل کی اسلامی نظریاتی کونسل کی منظور کردہ سفارشات پر قانون سازی کی جائے اور ملک میں مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔

ختم نبوت کانفرنس اسلام آباد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ۷ ستمبر کو مرکزی جامع مسجد لال اسلام آباد میں ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس کی تین نشستیں ہوئیں۔ پہلی نشست کا آغاز مولانا قاری سعید اللہ ازہری کی تلاوت سے ہوا۔ جبکہ افتتاحی بیان اور صدارت مولانا عبدالرؤف امیر مجلس اسلام آباد نے فرمائی۔ دوسری نشست بعد نماز ظہر کا آغاز مؤذن لال مسجد قاری حبیب الرحمن کی تلاوت سے ہوا۔ جبکہ صدارت مولانا عبدالغفور صاحب نے فرمائی۔ ان کے

تشریف لے جانے کے بعد مولانا ظہور احمد علوی نے صدارت کی۔ تیسری نشست بعد نماز عصر زیر صدارت مولانا قاضی محمد ثاقب الحسینی کے ہوئی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا خلیق الرحمٰن چشتی، مبلغ ختم نبوت مولانا محمد طیب، قاری عبدالوحید قاسمی اور مولانا محمد عامر صدیق نے سرانجام دیئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ نے بہت ہی ایمان افروز بیان فرمایا۔ مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد الیاس گھمن، مولانا قاضی عبدالرشید، مولانا حافظ محمد زبیر احمد ظہیر، مولانا شیخ عبدالحمید، مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ، مولانا محمد فضل غفور ایم پی اے، مولانا عبدالرؤف، فضل الرحمٰن خان نیازی ایڈوکیٹ، شرجیل میر، قاری عبدالوحید قاسمی، قاری محمد زرین، مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی، مولانا قاری محمد ابوبکر صدیق، مولانا محمد اسماعیل، مولانا محمد طیب، وغیرہ نے کانفرنس سے خطاب کیا۔ علمائے کرام نے کہا کہ ہماری اس کانفرنس کا اور پوری جدوجہد کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ قادیانی اپنی ضد اور تعصب سے بالا ہو کر سوچیں کہ رحمت دو عالم ﷺ کے دامن رحمت کو چھوڑ کر کائنات کے غلیظ ترین دھوکے باز شخص کو اپنا پیشوا تسلیم کیا ہوا ہے۔ درحقیقت قادیانی جماعت کے لاٹ پادریوں اور ذمہ داروں نے تمہیں دھوکے میں رکھا ہوا ہے۔ لہٰذا تم ان نومسلم جو قادیانیت سے تائب ہوئے ہیں حقیقت سمجھو۔

قراردادیں

☆...... قانون ناموس رسالت، قادیانیت کے حوالے سے متفقہ آئینی ترمیم میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں برداشت کی جائے گی۔
☆...... ۷ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخی دن کی مناسبت سے ۷ستمبر کو سرکاری سطح پر منایا جائے اور میڈیا پر اس حوالے سے خصوصی پروگرامز کا انعقاد کیا جائے۔ ☆...... اسلامیان پاکستان کا حکومت سے پرزور مطالبہ ہے کہ ملک میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کی پشت پناہی ختم کر کے انہیں امتناع قادیانیت آرڈیننس کا پابند اور چنڈ بیگوال، بارہ کہو اسلام آباد اور E69 سٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی میں قادیانیوں کے ارتدادی مرکز کو سیل کیا جائے۔ ☆...... مختلف ویب سائٹس پر موجود انبیاء کرام کی شان میں موجود گستاخانہ مواد ہٹا کر ان ویب سائٹس پر پابندی عائد کی جائے۔
☆...... لال مسجد آپریشن میں ملوث پرویز مشرف سمیت تمام ملزمان کو عبرتناک سزا دی جائے۔ ☆...... غازی ناموس رسالت ممتاز قادری اور دیگر غازیان اسلام کو غیر مشروط طور پر رہا کیا جائے۔

عشرہ ختم نبوت

تحصیل پروآ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی پانچ تحصیلوں میں سے ایک تحصیل ہے۔ عالمی مجلس ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے نائب امیر قاری محمد خالد گنگوہی کی کوشش سے تحصیل پروآ کی باڈی تشکیل دی گئی۔ ستمبر۲۰۱۳ء میں تحصیل پروآ میں ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ جسے علماء اور عوام کی طرف سے کافی پذیرائی حاصل ہوئی۔ امسال ستمبر کی آمد سے پہلے پہلے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان تحصیل پروآ کے زیر اہتمام پوری تحصیل میں تحفظ ختم نبوت کے عنوان سے جلسوں کا انعقاد کیا گیا۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے: ۲۹/اگست کا جمعہ جامع مسجد چاہ خان والا میں مولانا محمد عمران حیدر نے اور جامع مسجد صدیق اکبر ماہڑہ میں حافظ اللہ بخش نے بعنوان تحفظ ختم نبوت پڑھایا۔ ۳۱/اگست کو جامع مسجد حنفیہ ببر پکہ، مقررین: مولانا عبدالغنی، حافظ اللہ بخش، مفتی ثناء اللہ خطیب جامع مسجد میالی۔ ۲/ستمبر جامع مسجد حضرت

بلال، مقرر: مولانا اللہ نواز، حافظ اللہ بخش، مولانا عبدالغنی۔ ۳؍ستمبر بعد از نماز عصر جامع مسجد میانی درس قرآن بعنوان ختم نبوت، مقرر: مولانا غلام حسین مبلغ جھنگ، بعد از نماز مغرب جامع مسجد صدیق اکبر ماہڑہ مولانا غلام حسین، بعد از نماز مغرب جامع مسجد روڑہ، مقرر: مولانا قاری حفیظ اللہ، مولانا قاری عنایت اللہ عثمانی، مولانا محمد عمران حیدر، مولانا طاہر حبیب، بعد از نماز مغرب مدنی مسجد نائیولہ، مقرر: قاری محمد خالد، مولانا قاضی عبدالحلیم۔ ۴؍ستمبر بعد از نماز مغرب جامع مسجد عثمانیہ رکھ مقرر مولانا غلام حسین جھنگ، حافظ اللہ بخش شاہ، درس قرآن بعد از نماز فجر مدنی مسجد گھکوری مولانا غلام حسین۔ ۵؍ستمبر بروز جمعہ جامع مسجد تقوی قبل از نماز جمعہ قاری محمد خالد گنگوہی، بعد از نماز جمعہ مفتی عبدالواحد قریشی، بعد از نا زعصر مسجد حضرت عمر گھکوری، مقرر: مولانا مفتی عبدالواحد، بعد از نماز مغرب المدینہ جامع مسجد کٹ شہانی، مقرر: مفتی عبدالواحد قریشی، جامع مسجد مدنی چاہ خان والا، مقرر: حافظ اللہ بخش، جامع مسجد سکندر جنوبی مولانا اللہ نواز، جامع مسجد بی روڑہ مولانا محمد عمران حیدر۔ ۷؍ستمبر بعد از نماز مغرب جامع مسجد بھٹیسر غربی حاجی جمعہ خان، مقرر: مولانا ثناء اللہ، مولانا عبدالغنی، مولانا اسلم شاہ گھکوری۔ ۸؍ستمبر بمقام جامع مسجد خانہ شریف بعد از نماز عصر مولانا محمد اسلم شاہ، بعد از نماز مغرب جامع مسجد مرکز مولانا عبدالعزیز شاہ، مولانا محمد اسلم شاہ، بعد از نماز مغرب جامع مسجد درابن خورد مولانا اللہ نواز، مولانا محمد عمران حیدر، مولوی محمد اصغر، حافظ اللہ بخش شاہ۔

ختم نبوت کانفرنس چارسدہ

۸؍ستمبر بروز پیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع چارسدہ کے زیراہتمام جامع مسجد تحصیل بازار میں بوقت ظہر عظیم الشان یوم ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں کثیر تعداد میں ختم نبوت کے پروانوں نے شرکت فرمائی۔ کانفرنس میں مولانا محمد اللہ جان، مولانا عزیز الرحمن ثانی لاہور، مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا رضوان عزیز، مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی، ضلع چارسدہ کے نامور شیوخ الحدیث اور مقامی علماء کرام نے شرکت فرمائی۔ مقررین نے اپنے خطاب میں مسئلہ ختم نبوت، ردقادیانیت اور قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کے متعلق خوب وضاحت فرمائی۔ کانفرنس نماز معرب سے پہلے اختتام پذیر ہوئی۔

ختم نبوت کانفرنس نوشہرہ

۸؍ستمبر بروز پیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع نوشہرہ کے زیراہتمام نوشہرہ جامع مسجد کینٹ میں بعد از نماز عصر عظیم الشان یوم ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی صدارت مولانا محمد مجاہد خان الحسینی مدظلہ نے فرمائی۔ کانفرنس کی مہمان خصوصی کی نشست کو رونق مولانا عبدالغفور مدظلہ نے بخشی اور اپنے قیمتی ملفوظات سے شمع رسالت کے پروانوں کو سرفراز فرمایا۔ مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا قاضی احسان احمد صاحب و دیگر مقامی علماء نے خطاب فرمایا۔ مقررین نے اپنے خطاب میں مجاہدین ختم نبوت اور شہداء ختم نبوت کی قربانیوں سے عوام الناس کو آگاہ کیا اور عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت و فضیلت اور ضرورت اور قادیانیوں سے بائیکاٹ کے متعلق خوب وضاحت فرمائی آخر میں مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی نے خطاب فرمایا۔ الحمدللہ! رات بارہ بجے کانفرنس بخیر وعافیت اپنے اختتام کو پہنچی۔

ماہنامہ لولاک کے خریدران وایجنسی ہولڈرز حضرات متوجہ ہوں

ضروری اعلان

- ماہنامہ لولاک کا آج سے اٹھارہ سال قبل ملتان دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے اجراء کیا گیا۔ آغاز سے لے کر آج تک تسلسل کے ساتھ یہ برابر شائع ہو رہا ہے۔ اس کی ایک اشاعت کا بھی ناغہ نہیں ہوا جو ایک ریکارڈ ہے۔
- آج سے اٹھارہ سال قبل اس کا زرسالانہ ایک صد روپیہ اور فی پرچہ قیمت دس روپے رکھی گئی۔ اس پورے عرصہ میں کبھی کسی بھی قسم کا قیمت میں اضافہ نہیں کیا گیا۔
- ماہنامہ لولاک کے صفحات، کاغذ، پرنٹنگ، چار رنگ ٹائٹل، ڈاک وغیرہ کے اخراجات شمار کیے جائیں اور اس کی ہزاروں ہزار تعداد اشاعت کو سامنے رکھا جائے تو ہر ماہ دو سے ڈھائی لاکھ روپے تک خسارہ میں پرچہ جارہا ہے۔ یہ سب کچھ عالمی مجلس کے شعبہ تبلیغ کے فنڈ سے پورا کیا جاتا ہے کہ چلو یہ بھی تبلیغ کا ہی ایک اہم ذریعہ ہے، اتنے بھاری نقصان کو عالمی مجلس نے برداشت کیا لیکن اٹھارہ سال کے عرصہ میں قیمت میں اضافہ نہیں کیا۔
- لیکن دوسری طرف صورت حال یہ ہے ماہنامہ لولاک کے ہمعصر ماہنامہ رسائل کی قیمت دو، اڑھائی اور تین صد روپیہ تک چلی گئی۔
- اب جب کہ 19 ویں سال کا یہ پہلا رسالہ پریس میں جارہا ہے رفقاء کار کے مسلسل اصرار پر مجبوراً اعلان کرنا پڑا کہ اس شمارہ سے زرسالانہ -/180 روپیہ اور فی پرچہ قیمت پندرہ روپیہ ہوگی۔
- امید ہے کہ قارئین ومتعلقین خوش دلی کے ساتھ اس اضافہ کو قبول کر کے اس دینی شمارے کے ساتھ اپنے مسلسل تعاون کو یقینی بنائیں گے۔
- تمام رفقاء اس سال آغاز محرم سے زرسالانہ بڑے اہتمام کے ساتھ -/180 روپیہ بھجوائیں۔

والسلام

دعا گو: (مولانا) عزیز الرحمٰن جالندھری

مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

سالانہ سہ روزہ ختمِ نبوۃ کورس

نامور علماء، ومناظرین و ماہرینِ فن لیکچر دیں گے ان شاء اللہ

بعد نماز مغرب

28 جمعہ 29 ہفتہ 30 اتوار نومبر 2014ء ادارۃ الفرقان (رجسٹرڈ) شادی پورہ لاہور

حضرت مولانا ضیاء الحسن شاہ

شاہینِ ختمِ نبوۃ حضرت مولانا **اللہ وسایا** صاحب
مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

مفتی حضرت مولانا **محمد اعجاز** صاحب
جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

مولانا عبدالنعیم

محترم جناب غلام مصطفیٰ

محمد علی

حضرت مولانا **محمد اسماعیل** شجاع آبادی صاحب
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضرت مولانا **عزیز الرحمٰن ثانی** صاحب
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ لاہور

جناب **پیر رضوان نفیس** صاحب
خلیفہ مجاز حضرت نفیس الحسینی شاہ صاحب

حضرت مولانا قاری **جمیل الرحمٰن اختر** صاحب
خطیب جامع مسجد امن

حضرت مولانا قاری **علیم الدین شاکر** صاحب

محترم جناب **محمد متین خالد**
لاہور

حضرت مولانا قاری **ظہور الحق** صاحب

نعت رسول مقبول
مولانا **محمد قاسم گجر** صاحب

منجانب عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت و ادارۃ الفرقان (رجسٹرڈ) شادی پورہ لاہور
0321-4320253, 0307-4141526

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108